الفضل

ہفت روزہ - انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ: نصیر أحمد قمر

جلد ۳ جمعۃ المبارک ۱۲ اپریل ۱۹۹۶ء شمارہ ۱۵

ایم۔ٹی۔اے انٹرنیشنل کے ایک نئے اور روشن تر دور کا آغاز

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کے ذریعہ روزانہ مسلسل چوبیس گھنٹے خدائے واحد کا پیغام زمین کے کناروں تک پہنچانے کا نہایت بابرکت انتظام

(سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ولولہ انگیز، روح پرور خطاب)

لندن (یکم اپریل) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج محمود ہال لندن میں مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کی روزانہ چوبیس گھنٹے کی عالمی نشریات کے آغاز کے موقعہ پر منعقدہ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے ان نشریات کا باقاعدہ افتتاح فرمایا۔ اس تاریخی تقریب کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جو مکرم حافظ سلیمان داؤد صاحب آف نائیجیریا نے کی۔ مکرم نصیر احمد صاحب قمر نے ان آیات کا اردو ترجمہ پڑھ کر سنایا اور پھر مکرم مستنصر ناصر صاحب آف مانچسٹر نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام سے بعض اشعار ترنم کے ساتھ پڑھ کر سنائے۔ بعد ازاں سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ نے خطاب فرمایا جس میں قدرے تفصیل کے ساتھ ایم۔ٹی۔اے انٹرنیشنل کی چوبیس گھنٹے کی نشریات کے اجراء کے سلسلہ میں پیش آمدہ مختلف مشکلات و مسائل اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان تمام روکوں کے دور ہونے اور قدم قدم پر اس کی تائید و نصرت کے اعجازی نشانات کا نہایت ہی روح پرور ذکر فرمایا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج اللہ کے فضل کے ساتھ احمدیت کی تاریخ میں ایک نیا روشن دن طلوع ہو رہا ہے۔ یہ وہ دن ہے جس کے انتظار میں ہم دن گنا کرتے تھے۔ وہ دن جب ایم۔ٹی۔اے نے اپنے نئے روشن تر دور میں داخل ہونا تھا اور روزانہ چوبیس گھنٹے مسلسل خدائے واحد کا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچایا جانا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ اس کی راہ میں کئی قسم کی بڑی کٹھن روکیں تھیں۔ چنانچہ ساتھ خدا کی راہ میں آنکھیں بچائیں اور ہر ہر قدم پر اللہ کی رحمت اور اس کی تقدیر اور اس کی حفاظت خاص نے سنبھال لیا۔ یہ ایک لمبی کہانی ہے مگر جماعت کی امانت ہے اور احمدیت کی تاریخ کا حصہ ہے۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

اگر رحمت نہ ہو تو کوئی نظام شوریٰ بھی بندوں کو آپس میں باندھ نہیں سکتا

(خلاصہ خطبہ جمعہ)

لندن (۲۹ مارچ) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے سورہ آل عمران کی آیات ۱۶۰ و ۱۶۱ کے مضامین بیان فرمائے اور پاکستان میں ہونے والی مجلس شوریٰ کے حوالہ سے نظام شوریٰ کی اہمیت اور اس بارہ میں قرآنی تعلیمات کو تفصیل سے احباب کے سامنے رکھا۔

حضور ایدہ اللہ نے مذکورہ قرآنی آیات کی روشنی میں بتایا کہ یہاں نظام شوریٰ کا آغاز اس رحمت سے فرمایا گیا ہے جو خدا کی طرف سے رسول اللہ پر نازل ہوئی اور پھر "مما رزقنھم" کے تابع وہ رحمت دوسروں پر اس طرح جاری ہوئی کہ جو قریب تر تھا وہ سب سے زیادہ فیضیاب ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ اگر یہ رحمت نہ ہو جو بندوں کو آپس میں باندھے تو کوئی نظام شوریٰ بھی انہیں آپس میں نہیں باندھ سکتا۔ حضور نے فرمایا کہ کوئی انسان جو رحمت سے عاری ہو یا اپنے بھائی کے لئے اس کا دل محبت سے خالی ہو وہ نہ مشورہ لینے کا اہل ہے اور نہ مشورہ دینے کا۔

حضور نے فرمایا کہ اسلامی نظام میں پارٹی کا وجود نہ ہونا اپنی ذات میں بڑی رحمت ہے کیونکہ ہر شخص اپنے نفس کو اس بات کا پابند کرتا ہے کہ محض اللہ کی خاطر مشورہ دیتا ہے اور یہ بات اس وقت تک چل نہیں سکتی جب تک اس کے ساتھ رحمت کا مضمون شامل نہ ہو۔

حضور نے فرمایا کہ عقل کبھی بھی قوموں کو اکٹھا باندھ نہیں سکتی۔ ایک مرکز پر جمع ہونا رحمت سے تعلق رکھتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت محمدؐ رسول اللہ سے زیادہ کبھی کسی انسان کو اپنے غلاموں پر اختیار نہیں دیا گیا اور غلام بھی ایسے جنہوں نے اپنا سب کچھ آپؐ کے سپرد اور آپؐ پر فدا کر رکھا تھا اور آپؐ اللہ کی رحمت کی وجہ سے ان کے لئے نرم تھے اور آپ وہ واحد نبی ہیں جن کو رحمۃ للعالمین قرار دیا گیا۔ اور یہی رحمت ہے جس کو شوریٰ کی بنا قرار دیا گیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اگر رحمت کے بغیر صرف عقل کے بندھن قوم کو باندھے ہوئے ہوں تو ان میں سچا تقویٰ اور محبت پیدا ہو ہی نہیں سکتے اور مشوروں میں سچائی کے لئے ضروری ہے کہ رحمت ہو۔ رحمت کے بغیر مشورے سچے ہو نہیں سکتے۔ حضور نے فرمایا کہ شوریٰ کا خلیفہ وقت سے وہ رابطہ ہے جو قرآن نے مومنوں کا حضرت محمدؐ رسول اللہ سے قائم کر دیا تھا۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

اس ہفتہ کے دوران سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے برطانیہ کے اندر ایک مختصر سفر اختیار فرمایا۔ حضور انور ۲۵ مارچ بروز سوموار بعد دوپہر بذریعہ کار ہارٹلے پول تشریف لے گئے۔ اسی روز شام کو وہاں پر ایک مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں غیر مسلم انگریز مہمانوں نے کافی تعداد میں شرکت کی۔ ہارٹلے پول جماعت کے ممبران کی غالب اکثریت بھی انگریز احمدی مخلصین پر مشتمل ہے۔ مختصر قیام کے بعد حضور انور ۲۷ مارچ بروز بدھ نماز مغرب سے تھوڑی دیر پہلے خیریت سے واپس لندن تشریف لے آئے۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

ہفتہ ۲۳ مارچ ۱۹۹۶ء

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے معمول کے مطابق بچوں کی کلاس لی جس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد یوم مسیح موعودؑ کی مناسبت سے مختلف بچوں نے نظمیں پڑھیں اور مختلف موضوعات پر تقاریر کیں۔

اتوار ۲۴ مارچ ۱۹۹۶ء

حضور ایدہ اللہ کی انگریزی بولنے والے احباب کے ساتھ مجلس سوال و جواب ہوئی جس میں انہوں نے درج ذیل سوالات کئے۔

★ عیسائیت میں نجات کا تصور خدا کی محبت پر مبنی ہے انسانی اعمال پر نہیں۔ دوسری طرف حدیث میں آتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کیا آپؐ نیک اعمال کی وجہ سے جنت میں جائیں گے تو آپؐ نے فرمایا نہیں۔ محض اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نتیجہ میں ایسا ہوگا۔ اس پس منظر میں کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ عیسائی تصور نجات اسلام پر بھی منطبق ہوتا ہے؟

★ بچوں کی تربیت ہماری ذمہ داری ہے کیونکہ یہ کل کے جوان ہونگے۔ اس موضوع پر حضور کا اظہار خیال۔

★ مختلف مذاہب میں بہت سی باتیں مشترک ہیں۔ سوال یہ ہے کہ سچائی اور حقیقت کو کیسے پہچانا جاسکتا ہے؟

★ سلمان رشدی کے خلاف جو قتل کا فتویٰ جاری کیا گیا ہے کیا آپ اس کی تائید کرتے ہیں اور اگر تائید کرتے ہیں تو کیا اس تشدد کا کوئی جواز ہے جو اس کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے؟

★ دنیا میں ہر طرف توڑ پھوڑ اور ہلاکت کا سلسلہ جاری ہے۔ میں سوچتا ہوں کہ جب یہ ساری دنیا ختم ہو جائے گی اور کوئی انسان باقی نہیں رہے گا تو پھر کیا ہوگا؟

★ مجلس کے آخر میں حضور انور نے دور حاضر کی سیاست اور سیاستدانوں کے بارہ میں عمومی تبصرہ فرمایا۔

سوموار ۲۵ مارچ ۱۹۹۶ء

آج کی ترجمۃ القرآن کی کلاس نمبر ۱۲۰ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورہ ہود کی آیت ۷۰ تا ۹۶ کا ترجمہ اور ضروری مقامات کی تشریح بیان فرمائی۔

منگل ۲۶ مارچ ۱۹۹۶ء

آج کے پروگرام ملاقات میں ترجمۃ القرآن کی ایک گزشتہ کلاس دوبارہ دکھائی گئی۔

بدھ ۲۷ مارچ ۱۹۹۶ء

چونکہ حضور انور دو دن کے لئے لندن سے باہر تشریف لے گئے تھے اس وجہ سے آج ہومیو پیتھی کی ایک گزشتہ کلاس دوبارہ دکھائی گئی۔

جمعرات ۲۸ مارچ ۱۹۹۶ء

آج حضور انور ایدہ اللہ نے پروگرام کے مطابق ہومیو پیتھی کی کلاس نمبر ۱۴۷ لی۔

جمعہ ۲۹ مارچ ۱۹۹۶ء

معمول کے مطابق آج اردو بولنے والے احباب کے ساتھ حضور ایدہ اللہ کی مجلس سوال و جواب ہوئی۔ حضور انور نے مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات عطا فرمائے۔

★ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے قرآن مجید میں عدل کا ذکر ملتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے "و امرت لاعدل بینکم"۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی صفات میں عدل کا ذکر نظر نہیں آتا۔ اس کی وضاحت؟

★ مغربی ممالک میں تعلیم کے ساتھ ساتھ بچوں کو ناچ اور گانا بھی سکھایا جاتا ہے۔ کیا بچوں کے لئے ایسی تعلیم میں شامل ہونا درست ہے؟

★ حدیث میں آتا ہے "کیف انتم اذا نزل عیسیٰ ابن مریم و امامکم

باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: ایم-ٹی-اے انٹرنیشنل کے ایک نئے اور روشن تر دور کا آغاز

حضور نے فرمایا کہ اس سے پہلے بھی جو ایم ٹی اے کے ذریعہ دنیا کے مختلف کناروں تک پہنچنے کی توفیق بخشی یہ محض اللہ کا احسان تھا اور اس کا فضل تھا جو آسمان سے اترا کہ دنیا کی تاریخ میں پہلی بار ٹیلی ویژن کو مسلمان بنایا گیا۔ لیکن بعض اوقات حسد پیدا ہوتے ہیں، خود پرستی کئی کئی سر اٹھاتی ہے۔ ہمیں بھی ایسی مشکلات پیش آئیں۔ وہ لوگ جن کے ذریعہ وہ ٹیلی ویژن کا انتظام جاری ہوا۔ وہ ٹیلی ویژن کے ارتھ سٹیشن جن سے یہ پروگرام اٹھائے گئے اور وہ مواصلاتی نظام۔ جن کے ذریعہ دوبارہ یہ پروگرام زمین پر اتارے گئے ان کے منتظمین کی نظریں رفتہ رفتہ بدلتی گئیں۔ کچھ ان کے تعلقات امیر ملکوں سے ہوئے جنہوں نے انہیں بڑی بڑی رقوم پیش کیں۔ دنیا کی منفعتوں نے انکے دل میلے کردیئے۔ نتیجۃً ان کے رویے میں تکبر کا انداز آگیا جس کے نتیجہ میں ایک مقام ایسا آیا کہ مجھے یہ فیصلہ کرنا تھا کہ کیا جماعت نیک نیت سے مگر جھک کر اور انکی ذلیل شرائط پر ان سے تعلق جاری رکھے گی یا ان سے رابطے توڑ لئے جائیں۔ حضور نے فرمایا کہ اس اہم فیصلہ کے وقت ضروری تھا کہ دعا کے ذریعہ خدا سے توجہ کی جائے اور دل میں عزم صمیم ہو کہ غیر اللہ کے سامنے گردن نہ جھکائی جائے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی توحید کے مقابل پر ہر دوسری چیز حقیر و بے معنی ہے۔ چنانچہ باوجود ایم ٹی اے کی اس شہرت اور جماعت سے گہرے رابطہ کے ذریعہ کے میں نے فیصلہ کیا کہ جماعت کی عزت اور خدا تعالیٰ کی توحید کی عزت کا تقاضا ہے کہ کسی غیر کے سامنے جھک کر اسے جاری نہیں رکھا جائے گا اور ہم ذلیل شرائط پر کسی قوم کے سامنے ایم ٹی اے کی بھیک نہیں مانگیں گے۔ اس فیصلے کے بعد پھر جو دل سے دعا اٹھی ہے وہ قبول ہوئی۔ حضور نے فرمایا کہ روکیں پیدا ہوتی رہیں مگر ایک لحہ کے لئے بھی اس یقین اور عزم محکم میں کوئی تزلزل نہیں آیا کہ اللہ تعالیٰ ضرور ہمیں کامیابی کی راہ دکھائے گا۔ حضور نے فرمایا کہ اس سلسلہ میں میں نے سب سے پہلے رفیق حیات صاحب سے بات کی اور انہیں یہ ساری بات سمجھائی اور انکی سعادت بھی ہے اور ذہانت بھی کہ متبادل انتظامات کے لئے انہوں نے ایک ایسا آدمی چنا جو میرا یقین ہے کہ خدا کے نزدیک اس کام کے لئے سب سے بہتر تھا یعنی سید نصیر شاہ صاحب جن کا تعلق برمنگھم سے ہے۔ حضور نے مکرم سید نصیر شاہ صاحب کا تحسین بھرے الفاظ میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ اس میدان سے کلی طور پر نابلد تھے لیکن انہوں نے نہایت اخلاص اور محنت کے ساتھ اپنے تمام آراموں کو تج کر اپنے آپ کو اس کام کے لئے وقف کردیا دن بدن روابط بڑھتے رہے۔ ایک روک کے بعد دوسری روک اٹھائی گئی اور کئی روشن اور کشادہ راہیں سامنے آتی رہیں۔ کئی مسائل آتے رہے، کئی حل نکلتے رہے اور یہ ایسا اعجاز تھا جو جاری و ساری رہا۔ اور اس کام میں سب سے زیادہ نصرت کی توفیق نصیر شاہ صاحب کو عطا ہوئی۔ حضور نے فرمایا یہ بھی شاید اس دعا کا نتیجہ ہے جو میں ہمیشہ کرتا رہا کہ اے خدا "واجعل لی من لدنک سلطانا نصیراً"۔ اور یہ نام کا نصیر جو کام کا بھی نصیر نکلا۔ حضور نے ان کے عجز و انکسار کا بھی ذکر فرمایا اور فرمایا کہ ان کا سارا خاندان اس بات پر گواہ ہے کہ انہوں نے احمدیت کے رابطے سے خدا کی طرف سے اس طرح اعجاز اترتے پہلے نہیں دیکھے تھے جس طرح اس وقت دیکھے جب سے انہوں نے خدمت کا فیصلہ کیا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آیت قرآنی "لایکلف اللہ نفساً الا وسعھا" کے مضمون کو اجاگر کرتے ہوئے فرمایا کہ تمام انتظامات کے جائزوں کے دوران اس آیت قرآنی میں مذکور اصول کو ہمیشہ پیش نظر رکھا گیا کہ اپنی وسعت سے باہر قدم نہیں رکھنا۔ حضور نے فرمایا کہ ہر وہ بندہ جو وسعت سے آگے بڑھ کر بوجھ اٹھاتا ہے وہ نادان ہے اور خودکشی کرتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آخر ایک مقام آیا جب یہ فیصلہ کیا گیا کہ یکم اپریل سے ۲۴ گھنٹے عالمی نشریات کا افتتاح کیا جائے۔ مگر پھر پتہ چلا کہ نئے نظام کے ساتھ جو ایک انٹینا امریکہ سے آنا ہے وہ یکم اپریل تک یہاں نہیں پہنچ سکتا۔ پھر خدا نے اور کئی انتظامات کا سامان کیا۔ حضور نے مختلف مشکلات اور روکاوٹوں اور پھر ان کے دور ہونے کا نہایت ایمان افروز ذکر فرمایا جس سے صاف نمایاں تھا کہ الٰہی تقدیر ہی ہے جو کارفرما ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ابھی کچھ دیر تک یہ سگنل اتنا صاف نہیں ہوگا لیکن انشاء اللہ اسی ماہ میں جب اصل انٹینا آجائے گا اور وہ بہتر انتظام پوری طرح نافذ العمل ہوگا تو اللہ کے فضل سے بہت شاندار عالمی مواصلاتی نظام جماعت کی خدمت پر مامور ہو جائے گا جس سے سگنل بہت صاف اور روشن وصول ہوگا۔

حضور نے فرمایا کہ آج وہ مبارک دن ہے کہ میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ خدا کے فضل سے جو روکیں راہ میں تھیں وہ اٹھادی گئی ہیں اور آج کے بعد انشاء اللہ پہلے سے بڑھ کر روشن تر دن احمدیت پر نکلے گا۔

حضور نے فرمایا کہ ایم ٹی اے کا پیٹنٹ نام اب "ایم ٹی اے انٹرنیشنل" (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) ہوگا۔ حضور نے فرمایا کہ اس وقت تمام براعظموں میں ایم ٹی اے کی تصاویر تو پہنچ رہی ہیں لیکن اپریل میں ہی جب ہمیں دو مزید بیم مل جائیں گی تو پورا افریقہ انشاء اللہ اس میں کور ہو جائے گا۔

حضور نے فرمایا کہ یہ سب فیض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام کا ہے جس میں خدا نے خبر دی تھی کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"۔ دیکھیں اللہ نے کس شان سے اسے پورا فرمایا ہے۔ کجا ہم احمدیہ ریڈیو کی باتیں کرتے تھے اور اس کی بھی توفیق نہیں پاتے تھے اور کجا یہ کہ زمین سے آسمان پر اڑنے لگے۔ یہ سب اس الہام کی برکت ہے اس لئے ہرگز کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں۔ اور عاجزانہ راہوں پر قدم ماریں۔

حضور ایدہ اللہ نے دنیا بھر میں ان رضا کار کارکنان کا بھی بہت محبت سے ذکر فرمایا جو دن رات اس سلسلہ میں مصروف عمل ہیں۔ انگلستان میں بھی، جرمنی میں بھی اور دیگر ممالک میں بھی۔ حضور ایدہ اللہ نے امریکہ سے مکرم چوہدری منیر احمد صاحب کا بھی خصوصیت سے ذکر فرمایا جنہوں نے باوجود دل کے مریض ہونے کے نئی راہیں تلاش کرنے میں غیر معمولی خدمت کی۔ اسی طرح امریکہ و کینیڈا کے امراء اور جماعتوں کا بھی ذکر فرمایا جنہوں نے خدا کے فضل سے اس سلسلہ میں اپنے تمام مالی بوجھ خود اٹھائے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس نظام کا محافظ خود خدا ہی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اپنے عجز کے مقام سے ہرگز نہ ہٹیں اور دعا کرتے رہیں۔ خدا تعالیٰ اور بھی بڑے بڑے کام لے گا۔ حضور نے ایم ٹی اے انٹرنیشنل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ عالمی گواہ ہے جو احمدیت کو اللہ کی طرف سے عطا ہوا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ آپ جو کل چل رہے تھے آج دوڑ رہے ہیں اور آج جو دوڑ رہے ہیں ان کو فضا میں اڑنا بھی نصیب ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی تھی کہ مسیح محمدی کے لئے آسمان کی فضائیں مسخر کی جائیں گی اور حضرت مسیح موعودؑ کے غلاموں کو آسمانی سفروں میں سب دنیا پر غالب کیا جائے گا۔ حضور نے فرمایا کہ اگر آپ اپنے عجز کا دامن نہیں چھوڑیں گے تو یہ فاصلے زیادہ تیزی سے طے ہوں گے۔ اس لئے دعائیں کرتے ہوئے اور خدا کے حضور سجدہ ریز ہوتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جائیں۔ انہیں سجدوں سے ہماری سب رفعتیں وابستہ ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے ایم ٹی اے کے ذریعہ جو انقلاب دنیا میں ظاہر ہو رہا ہے۔ اس کے بعض نمونے بھی پیش فرمائے۔ عربوں میں اس کا بہت اچھا اثر ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہمیں اب پتہ چلا ہے کہ ایسا بھی کوئی ٹی وی ہے جو اسلام کی ایسی اچھی تصویر پیش کرتا ہے۔ حضور نے آسٹریا کے ایک نہایت قابل تعلیم یافتہ دوست کا بھی ذکر فرمایا جس نے اچانک رات کو ٹی وی کا بٹن گھماتے ہوئے ایم ٹی اے دیکھا اور اس کا گرویدہ ہوگیا اور کہا کہ میرے لئے کوئی چارہ نہیں رہا سوائے اس کے کہ میں اس جماعت کا ممبر بنوں۔

حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ امریکہ کینیڈا میں پہلی بار ڈیجیٹل سسٹم پر عامۃ الناس کے لئے گھروں پر ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام دیکھنے ممکن ہونگے۔ اس کے لئے ایک کمپنی خاص طور پر ڈیکوڈر ہمارے مطالبہ پر تیار کر رہی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ امریکہ کو چاہئے کہ وہ مقامی طور پر اپنے انداز میں زیادہ پروگرام تیار کریں۔ حضور نے بڑی بڑی جماعتوں کو ایم ٹی اے سکولز و کالجز جاری کرنے کی تحریک فرمائی کہ وہ ایم ٹی اے کے مستقل پروگراموں مثلاً تعلیم القرآن۔ ہومیوپیتھی۔ زبانیں سکھانے کی کلاسز وغیرہ کو ریکارڈ کرکے مقامی طور پر خصوصی کلاسز جاری کریں اور ان کے ماہرین تیار کریں۔ حضور ایدہ اللہ نے پروگراموں میں تنوع پیدا کرنے کی طرف بھی توجہ دلائی کہ مختلف ملکوں میں تجارت۔ انڈسٹری۔ زراعت وغیرہ کے امکانات و دیگر تجربات پر مشتمل پروگرام بھی تیار کرکے بھجوائے جائیں۔ حضور نے فرمایا کہ ہماری ساری عالمی طاقت جب مجتمع ہو کر اپنی طاقت دکھائے گی تو پھر آپ دیکھیں گے کہ کس تیزی سے انقلاب پیدا ہوگا۔ خدا کرے کہ یہ دور کی خبریں ہم اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے ہوئے دیکھیں۔

حضور ایدہ اللہ کا یہ نہایت ولولہ انگیز، روح پرور خطاب قریباً پونے دو گھنٹے تک جاری رہا۔ خطاب کے آخر پر حضور ایدہ اللہ نے دعا کروائی اور اس کے ساتھ محمود ہال لندن میں ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی ۲۴ گھنٹے کی عالمی نشریات کے آغاز پر منعقدہ یہ تاریخ ساز افتتاحی تقریب اختتام کو پہنچی۔ بعد ازاں حاضرین میں خوشی کے اس موقعہ پر لڈو تقسیم کئے گئے۔

(رپورٹ۔ ابو لبیب)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ

حضور نے فرمایا کہ عقل کبھی بھی قوموں کو اکٹھا باندھ نہیں سکتی۔ ایک مرکز پر جمع ہونا رحمت سے تعلق رکھتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت محمدؐ رسول اللہ سے زیادہ کبھی کسی انسان کو اپنے غلاموں پر اختیار نہیں دیا گیا اور غلام بھی ایسے جنہوں نے اپنا سب کچھ آپؐ کے سپرد اور آپؐ پر فدا کر رکھا تھا اور آپؐ اللہ کی رحمت کی وجہ سے ان کے لئے نرم تھے اور آپ وہ واحد نبی ہیں جن کو رحمۃ للعالمین قرار دیا گیا۔ اور یہی رحمت ہے جس کو شوریٰ کی بنا قرار دیا گیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اگر رحمت کے بغیر صرف عقل کے بندھن قوم کو باندھے ہوئے ہوں تو ان میں سچا تقویٰ اور محبت پیدا ہو ہی نہیں سکتے اور مشوروں میں سچائی کے لئے ضروری ہے کہ رحمت ہو۔ رحمت کے بغیر مشورے سچے ہو نہیں سکتے۔ حضور نے فرمایا کہ شوریٰ کا خلیفہ وقت سے وہ رابطہ ہے جو قرآن نے مومنوں کا حضرت محمدؐ رسول اللہ سے قائم کر دیا تھا۔

حضور نے فرمایا کہ قرآن مجید میں مومنوں کو ہدایت ہے کہ جب رسول کی خدمت میں مشورہ کے لئے حاضر ہوا کرو تو پہلے صدقہ دیا کرو۔ صدقہ سے مراد ہدیہ بھی ہے اور کسی غریب کو خدا کی رضا کی خاطر جو دیا جاتا ہے وہ بھی صدقہ ہے کہ اللہ صحیح مشورہ دینے کی، صحیح انداز میں اپنا مافی الضمیر پیش کرنے کی توفیق بخشے۔ اس جگہ صدقہ کا حکم دینے میں بھی پیش نظر وہی محبت کے رشتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ اپنے نمائندگان کے انتخاب کے وقت محض ظاہری طور پر اچھے سمجھدار لوگ پیش نظر نہ رکھا کریں بلکہ یہ دیکھیں کہ ٹھوس خدمت کرنے والا، تقویٰ سے مشورہ دینے والا کون ہے اور کس کا سب کچھ خدا کے لئے حاضر رہتا ہے۔ وہ لوگ جو صرف وقت کی قربانی کرتے ہیں اور مالی قربانیوں میں پیچھے ہیں وہ بسا اوقات ٹھوکر کھا جاتے ہیں اور ابتلاؤں میں آجاتے ہیں۔

حضور نے قرآنی آیات کے مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت محمدؐ رسول اللہ کی غلامی میں جس زمانے میں جو بھی امیر بنایا گیا ہو اس کے سامنے مشورے پیش ہوں گے اور اس کو اختیار رہتا ہے کہ چاہے تو وہ مشورے قبول کرے اور چاہے رد کردے اور اللہ پر توکل کرے۔ اس کے فیصلہ میں برکت پڑے گی اور پڑتی ہے۔ چونکہ رحمت کے نتیجہ میں ہی فیصلے رد ہوتے ہیں اس لئے مومنوں کے دل میں اس سے کوئی میل نہیں آتا۔ حضور نے اس بارہ میں تاریخ اسلام کی بعض نہایت روشن مثالیں بھی پیش فرمائیں۔

حضور ایدہ اللہ نے یہ خوشخبری بھی سنائی کہ جماعت احمدیہ یوکے جو نئی مسجد کے لئے زمین خریدنے کی کوشش کر رہی تھی اس کا قبضہ اللہ کے فضل سے جماعت کو مل گیا ہے۔ یہ بہت اچھی جگہ ہے، محفوظ ہے۔ حضور نے دعا کی تحریک کی کہ اللہ تعالیٰ اسے بابرکت کرے اور اس کے ساتھ اگر کوئی خدشات ہیں تو خدا خود ان سے نمٹے۔

حضور ایدہ اللہ نے آخر پر بعض مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا جن میں سب سے اول مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی اہلیہ محترمہ آمنہ طیبہ صاحبہ کا ذکر خیر قدرے تفصیل سے حضور نے فرمایا۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور نے یکم اپریل سے ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی ۲۴ گھنٹے عالمی نشریات شروع ہونے کے متعلق احباب کو بتایا اور فرمایا کہ ابتدا میں بعض مشکلات اس انتظام میں ہوں گی لیکن انشاء اللہ جونہی یہ انتظام مکمل طور پر جاری ہوگا تو پہلے سے بہت بہتر ہوگا۔ حضور نے فرمایا کہ یہ غیر معمولی رحمتیں برکتیں دراصل رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی برکتیں ہیں۔ اللہ ان کا فیض سارے زمانے پر عام کر دے اور ساری مشکلات دور کر دے۔

(پندرھویں قسط)

مسیحیت
ایک سفر حقائق سے فسانہ تک

Christianity —— A journey from facts to fiction

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی معرکہ آراء انگریزی تصنیف کا اردو ترجمہ

[یہ اردو ترجمہ مکرم مسعود احمد خان صاحب دہلوی (سابق ایڈیٹر روزنامہ الفضل حال جرمنی) نے کیا ہے جسے ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے - مدیر]

باب پنجم

زندگی کی بحالی یا احیائے موتیٰ

مسیح کے مردوں میں سے جی اٹھنے کے عقیدہ سے جو منظر نامہ تشکیل پاتا یا جو صورت حال ابھرتی ہے وہ ایک نہیں بہت سے مسائل کو جنم دینے کا موجب بنتی ہے۔ ہم ان مسائل میں سے بعض پر گزشتہ باب میں پہلے ہی روشنی ڈال چکے ہیں۔ اب ہم اپنی توجہ بعض نئے امور اور ان کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی نئی پیچیدگیوں اور الجھنوں کی طرف پھیرتے ہیں۔

فی الوقت ہمارے مدنظر جو امر ہے وہ یہ ہے کہ صلیب دیئے جانے سے قبل اور پھر مردوں میں سے جی اٹھنے کے بعد مسیح کے ذہن کی حالت یا کیفیت کیا تھی۔ تین دن رات ذہن کے یکسر ماؤف و معطل رہنے یعنی اس پر مکمل مردنی چھا جانے کے بعد (کہا یہ جاتا ہے کہ) ذہن کو دوبارہ زندگی سے ہمکنار کیا گیا اور اس نے یکدم ازسرنو کام کرنا شروع کردیا۔ اس ضمن میں جس سوال کو اہمیت حاصل ہے وہ یہ ہے کہ جب انسان پر موت وارد ہوتی ہے تو اس وقت مرنے والے کے دماغ پر کیا گزرتی ہے اور اس کے ساتھ کیا ہوتا ہے؟ کم از کم ایک امر یا نکتہ (جو چاہیں اس کو نام دے لیں) ایسا ہے جس کے بارہ میں جملہ طبی ماہرین وہ مسیحی ہوں یا غیر مسیحی بلا استثناء سب کے درمیان مکمل اتفاق رائے پایا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر چند منٹوں یا اس سے ذرا ہی کچھ زیادہ وقت دماغ پر مردنی چھائی رہے اور اس کا روبعمل ہونا موقوف ہو جائے تو وہ ہمیشہ کے لئے مردہ ہو کر بلحاظ کارکردگی معدوم ہو کر رہ جاتا ہے۔ جونہی خون کی بہم رسانی موقوف ہوتی ہے دماغ کے اندر ٹوٹ پھوٹ کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ دماغ باطنی طور پر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اس کے اجزاء اندر ہی اندر بکھرنے اور تتر بتر ہونے لگتے ہیں۔ اگر مسیح واقعی صلیب پر مرگیا تھا تو اس کے مالہ و ماعلیہ کو اچھی طرح سمجھنا ضروری ہے۔ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ اس کے دل نے کام کرنا بند کردیا تھا اور اس کے نتیجہ میں اس کے دماغ کو خون کی بہم رسانی کا سلسلہ یکسر منقطع ہوگیا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے دماغ پر بھی مکمل مردنی چھا گئی تھی۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ زندگی کو سہارا دینے والے پورے نظام نے جام ہو کر کام کرنا بند کردیا تھا۔ بصورت دیگر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ مرگیا تھا۔ اس لحاظ سے ہم مسیح کی زندگی اور موت کی تفہیم سے متعلق بہت سے پیچیدہ مسائل سے دوچار ہوئے بغیر نہیں رہتے۔

مسیح کی موت واقع ہونے کو جس طرح پیش کیا جاتا ہے اس کا ایک ہی مطلب بنتا ہے اور وہ یہ کہ اس کا روحانی جسم یا یوں کہہ لیں کہ اس کی روح اس کے انسانی جسم کے مادی پنجرہ سے آزاد ہو کر اس میں سے پرواز کر گئی تھی۔ اگر یہ سچ ہے اور ایسا ہی ہوا تھا تو اس کے زندہ ہونے کا یہ مطلب لینا ہوگا کہ اس کا روحانی وجود اسی مادی جسم میں پھر لوٹ آیا تھا جسے اس نے تین دن پہلے چھوڑ کر اس سے اپنا تعلق منقطع کرلیا تھا۔ مادی زندگی کو اگر وقت بتانے والی گھڑی سے تشبیہہ دی جائے تو مردہ جسم میں روح کی ایسی واپسی مادی زندگی کی گھڑی کو دوبارہ چالو کرنے اور اس کی مسلسل جاری رہنے والی ٹک ٹک کو ازسرنو بحال کرنے کے مترادف ہوگی۔ اگر ایسا ہی وقوع میں آیا تھا تو ماننا پڑے گا کہ مردہ دماغ کے بکھر جانے اور تتر بتر ہو جانے والے منتشر خلیئے یکدم دوبارہ مجتمع ہو کر زندہ ہوگئے ہوں گے اور ٹوٹ پھوٹ کے تیز رفتاری سے فوری طور پر جاری ہو جانے والے پورے عمل کو ایکا ایکی الٹا چکر کھا کر پھر معدوم ہو جانے والی اسی گمشدہ نہج پر واپس لوٹنا پڑا ہوگا۔ اگر عقیدے کے طور پر اس بات کو درست مان لیا جائے تو عمل اور رد عمل نیز اسباب و علل کے نقطہ نگاہ سے ایک بہت ہی گھمبیر اور مہیب مسئلہ اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ یہ گھمبیر اور مہیب مسئلہ علم حیاتیات کے عیسائی کیمیا دانوں کے لئے ہمیشہ ایک چیلنج بنا رہے گا کہ وہ اس عقدہ کو حل کرنے کی خاطر ایسا ہونے یا ہوسکنے کے عملی اور تجرباتی ثبوت مہیا کرکے دکھائیں۔ مرکزی اعصابی نظام میں زوال و انحطاط اور ٹوٹ پھوٹ کے پورے عمل کا یکدم پلٹا کھا جانا اور زندگی کی آئینہ دار اصل حالت کا پھر عود کر آنا ایک ایسا عقدہ لاینحل ہے جو طبی ماہرین اور سائنسدانوں کے تخیل کی انتہائی بلند پروازی اور اس کے پھیلاؤ کی ممکنہ ہمہ گیری کی رسائی سے باہر ہے۔ بفرض محال اگر کبھی ایسا ہوا اور ایسا ہو سکنے کے امکان کو درست تسلیم کیا گیا تو اس سے سائنس کی تغلیط ہی لازم نہیں آئے گی بلکہ خدا کے خود اپنے بنائے ہوئے قوانین قدرت مذاق بنے بغیر نہ رہیں گے۔ بایں ہمہ یہ ایک ایسا معجزہ ہوگا جس سے پیش آمدہ مسئلہ پھر بھی حل نہ ہوسکے گا اور جوں کا توں عقدہ لاینحل بنا رہے گا۔

سوچنے والی بات یہ ہے کہ ایسے رنگ میں دوبارہ زندہ ہو جانے کا مطلب کیا ہوگا؟ یہ مطلب ہوگا کہ مرکزی اعصابی نظام کے ٹوٹ پھوٹ جانے والے خلیئے ازسرنو زندہ ہوگئے اور ان کے مابین نئی ترتیب و تشکیل نے ظہور میں آکر انہیں دوبارہ متحرک کردکھایا۔ دوبارہ تعمیر و تشکیل اور ان میں قائم ہونے والی نئی ترتیب اس امر پر دال ہوگی کہ ان خلیوں کی حیثیت بالکل نئے خلیوں کی ہوگی اور وہ نئے ہونے کی وجہ سے سابقہ یادداشتوں سے عاری ہوں گے اس لئے مسیح کی سابقہ حیات سے تعلق رکھنے والے جملہ امور و واقعات کو جو مسیح کے وفات یافتہ ذہن سے محو ہوگئے تھے ان نئے تعمیر کردہ خلیوں میں داخل کرنا پڑا ہوگا۔ یہ ایک ایسا طولانی سلسلہ عمل ہے جس کا از روئے سائنس وقوع میں آنا ممکن ہی نہیں۔

علم حیاتیات کی رو سے مردہ اجسام کے بالمقابل زندگی مشتمل ہوتی ہے دماغ میں پائے جانے والے ارب ہا ارب اقل ترین بنیادی ذرات میں حواس خمسہ کی طرف سے مسلسل موصول ہونے اور ان میں سمانے والی اطلاعات کے احساس و شعور پر۔ یہ اطلاعات اپنی جگہ ان بنیادی ذرات کی بےحد پیچیدہ اور باہم ایک دوسرے سے مربوط ٹکڑیوں میں بٹی ہوئی ہوتی ہیں۔ یہ اطلاعات حواس خمسہ میں سے ہر حس کی طرف سے موصول ہو ہو کر ان ٹکڑیوں میں شماریات کی طرح محسوب و محفوظ ہو رہی ہوتی ہیں۔ اگر محفوظ ہونے والا یہ سارا حساب کتاب یکسر صاف ہو کر محو ہو جائے تو اس کے ساتھ ہی زندگی بھی معدوم ہو جاتی ہے۔ لہٰذا مسیح کے دوبارہ زندہ ہو جانے کا مطلب یہ ہوا کہ پورے ساز و سامان کے ساتھ ایک نرم و نازک آلہ کے طور پر ایک نیا دماغی کمپیوٹر معرض وجود میں آکر روبعمل ہوا۔ اسی پیچیدگی کا مسیح کے جسم کے تمام دوسرے حصوں کی کیمیاوی حالت کے ساتھ بھی پیش آنا لازمی ٹھہرا۔ پورے مردہ جسم کو زندہ کرنے کے لئے بہت بڑے اور وسیع پیمانہ پر ازسرنو تعمیر کے پورے کیمیاوی سلسلہ اور طریق کار کو دوبارہ حرکت میں لا کر اسے روبعمل کرنا ضروری ہوگا تاکہ جو گوشت پوست اور دوسرا عضلاتی ساز و سامان انحطاط اور عمل تحلیل کے دوران ضائع ہوا ہے اسے اس کی اصل حالت پر واپس لایا جاسکے۔ ایسا عظیم معجزہ ظاہر ہونے پر ایک اور الجھن سے بھی واسطہ پڑے گا۔ سوال پیدا یہ ہوگا کہ زندہ کون ہوا اور کیا اثر ظاہر ہوا اس کا؟ کیا یہ سب کچھ اس انسان کے ساتھ ہوا جو مسیح کی ذات میں پوشیدہ تھا یا اس خدا کے ساتھ ہوا جو انسان کے پہلو بہ پہلو مسیح کے اندر موجود تھا۔ بحیثیت انسان مسیح کی ذات اور ہستی کی اہمیت کو سمجھنے پر ہم اسی لئے تو زور دے رہے ہیں تاکہ اس نوعیت کی لاینحل الجھنیں سرے سے پیدا ہی نہ ہوں۔

مسیح کے حالات زندگی میں جب کبھی اور کہیں یہ نظر آتا ہے کہ خدا کا بیٹا ہونے کے باوجود وہ اعلیٰ و برتر طاقتوں اور قدرتوں کے اظہار میں ناکام رہا اور وہ کچھ نہیں کرسکا جو خدا کا بیٹا ہونے کی حیثیت میں اسے کرنا چاہیئے تھا تو عیسائی صاحبان اپنے اس دعویٰ اور عقیدہ کی آڑ میں پناہ لے لیتے ہیں کہ وہ خدا ہونے کے ساتھ ساتھ انسان بھی تو تھا سو اس سے جب کمزوری کا اظہار یا غلطی کا ارتکاب ہوا تو خدا ہونے کی حیثیت میں نہیں بلکہ انسان ہونے کی حیثیت میں ہوا۔ اندریں صورت ہمیں یہ حق پہنچتا ہے کہ ان سے پوچھیں کہ صاف اور واضح طور پر نشاندہی کریں اور بتائیں کہ مسیح کی ذات میں کونسا حصہ انسان ہونے کا تھا اور کونسا حصہ وہ تھا جو اس کی الوہیت کا آئینہ دار تھا تاکہ دونوں علیحدہ علیحدہ حصوں کے اعمال و افعال کو الگ الگ پرکھا جاسکے۔ مسیح کی دو حیثیتوں کا عقدہ مسیحی صاحبان کا اپنا پیدا کردہ ہے اسے اور اس کی الجھنوں کو وہ جانیں اور وہی انہیں حل کریں۔ بظاہر حالات تو ہم یہی کہیں گے کہ جب دماغ زندہ ہوا تو انسانی عنصر ہی زندہ ہوا کیونکہ خدا کی ہستی اپنے آپ کو برقرار رکھنے کے لئے مادی دماغ کی حاجت سے مبرا ہے۔ مسیحیوں کے عقیدہ کے مطابق جہاں تک مسیح کی خدائی ہستی کا تعلق ہے زمین پر اپنے سابقہ عارضی قیام کے دوران اس نے اپنے اندر کسی مادی شے کو سنبھالنے اور سہارا دینے والے کا کردار ادا کیا اسی کو دوسرے الفاظ میں ذریعہ یا واسطہ بننا کہتے ہیں۔ لہٰذا مسیح کے دوبارہ جی اٹھنے سے مراد یہ ہوگی کہ اس کے اندر موجود انسان جی اٹھا۔ اس کے بغیر اس کی روح کا دوبارہ اسی جسم میں واپس آنا ممکن ہی نہیں ہوسکتا تھا گویا کہ انسان ہی مرا اور (اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قوانین قدرت کے برخلاف) انسان ہی جی اٹھا اور جی اٹھا بھی مسیحیوں کے اعتقاد کی حد تک۔ اس کے بغیر اس کی روح کا دوبارہ اسی جسم میں واپس آنا ممکن ہی نہیں ہوسکتا تھا۔

اگر مسیحی صاحبان کے نزدیک یہ منظر نامہ (کہ انسان ہی مرا اور انسان ہی کے جی اٹھنے سے انسان ہی کی روح اس کے جی اٹھنے والے جسم میں دوبارہ واپس آئی) قابل قبول نہیں ہے تو پھر ہمیں ایک اور مسئلہ سے دوچار ہونا پڑے گا اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ یہ ماننا پڑے گا کہ زمین پر زندگی کے دوران مسیح کے دو ذہن تھے اور وہ تھے بھی ایک دوسرے سے مختلف اور آزاد۔ مراد یہ ہے کہ مسیح میں ایک ذہن انسان کا تھا اور دوسرا ذہن خدا کا۔ یہ دونوں ذہن ایک ہی محدود جگہ میں سمائے ہوئے تھے ورنہ تھے ایک دوسرے سے غیر متعلق اور آزاد۔ ایسی صورت میں یہ سوچنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی کہ انسانی ذہن کے لئے گنجائش پیدا کرنے کی خاطر مر جانے والے انسانی دماغ کی ازسرنو تعمیر و تشکیل ضروری تھی۔ بس اتنا ہی تصور کرنا کافی ہے کہ مسیح اپنی دہری شخصیت کے ساتھ ذہنی اعتبار سے اسی کھوپڑی میں دوبارہ آموجود ہوا جو پہلے میزبان نما جسم کے انحطاط شدہ بچے کھچے بوسیدہ دماغی عضلات سے بھری ہوئی تھی۔

جتنا زیادہ گہرائی میں جاکر ہم اس مسئلہ کا جائزہ لیتے اور اسے غور و فکر کا مرکز بناتے ہیں تو تحقیق و تدقیق کے ہر ہر مرحلہ پر اتنے ہی زیادہ نئے سے نئے مسائل سر اٹھا کر الجھن میں اضافہ کرتے چلے جاتے ہیں۔ کسی مزید الجھن کی طرف اشارہ کرنے سے پہلے اس امر کا ذکر ضروری ہے کہ خیالات و تصورات کا منبع و مخرج انسانی ذہن کو بنایا گیا ہے۔ خیالات کے تسلسل کو قائم رکھنے اور اسے آگے بڑھانے کے لئے ذہن انسانی کو ایک آلہ کار کے طور پر دماغ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح مادی جسم کی حرکات و سکنات اور افعال و اعمال کا تعلق بھی ذہن سے ہی ہوتا ہے۔ اگر ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں اور اسے تسلیم کرتے ہیں کہ ذہن کی بھی ایک علیحدہ ہستی ہے اور وہ اپنی ہستی کو ازخود برقرار رکھتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ذہن اور روح دراصل ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ ہم اسے کسی نام سے بھی پکاریں، اسے ذہن کہیں یا روح، جب اس کا دماغ سے تعلق منقطع ہو جاتا ہے تو اس میں اپنی ہستی کو علیحدہ طور پر برقرار رکھنے کی اہلیت موجود ہوتی ہے۔ لیکن اگر ذہن یا روح سے یہ کام لینا مقصود ہو کہ وہ انسانی جسم کو کنٹرول کرے یا یہ کہ اس کے گرد و پیش کائنات میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کا اثر قبول کرے تو پھر

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 3JW
FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS
NEEDS PHONE:
TEL: 0141-777 8568
FAX: 0141-776 7130

ذہن اور دماغ کے درمیان یا بالفاظ دیگر روح اور دماغ کے درمیان گہرے رابطہ اور تعلق کا ہونا ضروری ہے۔ اس تعلق اور رابطہ کے بغیر ذہن یا روح انسانی جسم پر نہ اثر انداز ہو سکتے ہیں اور نہ اسے متحرک کرسکتے ہیں۔ اور اسی طرح نہ ہی جسمانی، فکری اور جذباتی تحریکات اور ان کے طریق کار اور ان کے پورے سلسلہ کو کنٹرول کرنا ان کے لئے ممکن رہتا ہے۔ یہ ایک ایسا بدیہی امر ہے کہ بحث و تمحیص سے بالا ہے۔

اب یہ بدیہی امر ہمیں ایک اور سنجیدہ مسئلہ سے دوچار کرنے کا موجب بن جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ کیا خدا کا نام نہاد بیٹا کسی انسانی جسم کو دماغ کے ذریعہ کنٹرول کرنے کا محتاج تھا؟ اور کیا خود اسے اپنے ذہنی اور فکری نظام کو چلانے اور اس میں تسلسل برقرار رکھنے کے لئے ایک مادی دماغ کے سہارے اور مدد کی ضرورت تھی اور اس کے واسطے ایک مادی دماغ پر انحصار ناگزیر تھا؟ اگر وہ خدا کا بیٹا ہونے کی حیثیت میں ہر قسم کی جسمانی حدود و قیود سے بالا ہے اور اگر وہ اپنے ایک آزاد فکری نظام اور حسب منشاء اس میں تسلسل کا مالک و مختار ہے اور اس کی اپنی پیدا کردہ کائنات میں ایسے آزاد و خودمختار فکری نظام کی کوئی اور مثال موجود نہیں ہے تو پھر خدا کی روح کا ایک مادی ذہن کے ساتھ انسانی جسم میں لوٹنا ایک انوکھی قسم کی دہری شخصیت اور اس کی وجہ سے رونما ہونے والی عجیب و غریب صورت حال کو جنم دینے کے مترادف ہے اور پھر وہ دہری شخصیت ہے بھی دو باہم متصادم فکری طریقہ ہائے کار کی مالک کیونکہ انسانی ذہن اور انسانی روح کے لئے خدا کی ذات اور اس کے ذہن کے ساتھ مکمل طور پر یکساں اور یک جان ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔ ایسی صورت میں دو فکری طریقہ ہائے کار اور ان کے جداگانہ تسلسل میں اختلاف رونما ہونا اور ہر دو کی دماغی لہروں میں ہیجان انگیز تصادم کا برپا ہونا ناگزیر ہے۔ ایسی صورت حال کے لئے تو نفسیاتی امراض کے ایک ماورائی اور مافوق البشر معالج کی ضرورت ہوگی۔ کیونکہ یہ صورت حال اغلباً فکر و عمل میں تضاد کی ایک عجیب نوعیت کی روحانی بیماری (SCHIZOPHRENIA) پر دلالت کرتی ہے۔

اس امر کے ذکر کے بعد اب ہم ایک اور زاویہ نگاہ سے ایک اور منظر نامہ یا صورت احوال کا نقشہ تیار کرتے ہیں۔ مسیحیت کا کسی قدر گہری نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مسیحی کلیسیا کے ہاں اور اس کے زیر اثر خود مسیحیوں میں بعض اصطلاحات کے نتائج و عواقب کا خیال کئے بغیر انہیں بعض ایسے واقعہ یا صورت حال پر چسپاں کردیا جاتا ہے جہاں ان کا فی الحقیقت اطلاق پانا ممکن ہی نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ صلیب اور اس کے بعد کے واقعات سے متعلق مسیحی نظریہ ذہنی الجھاؤ اور غیر منطقی طور پر منطبق کی جانے والی اصطلاحات کی دھند میں بری طرح لپٹا ہوا ہے۔ ان میں سے ایک اصطلاح ہے REVIVAL ۔ اس کے لغوی معانی ہیں مختل و معطل ہوش نیز حد درجہ مضمحل اور قریب الاختتام زندگی کی واپسی و بحالی۔ ایک اور اصطلاح ہے RESURRECTION از روئے لغت یہ اصطلاح استعمال ہوتی ہے مر جانے اور اس دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد حشر نشر کے طور پر دوبارہ زندہ ہونے کے معنوں میں۔ ان دونوں اصطلاحوں (یعنی بحالی اور حشر نشر) میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ہم نے سطور بالا میں مسیح کے دوبارہ زندہ ہونے کے امکان کا ذکر کرتے ہوئے عمداً REVIVAL (بحالی) کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ جیسا کہ ہم نے اب تک دیکھا ہے REVIVAL یا بحالی کے معنے ہیں کہ گویا مرنے کے بعد اسی انسانی جسم کے جملہ اعضائے رئیسہ کے مقررہ فرائض و وظائف (حرکات و سکنات اور اعمال و افعال) کی بحالی۔ برخلاف اس کے RESURRECTION (حشر نشر) کی اصطلاح کے بالکل اور معنے ہیں جن کی وجہ سے یہ اصطلاح قدرت کے بالکل ایک الگ مظہر پر دلالت کرتی ہے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ خود عیسائی کلیسیا ان اصطلاحوں کو ان کے معانی باہم ادل بدل کر غلط رنگ میں استعمال کرتا رہا ہے۔ سو اس ضمن میں مسیحیوں کے ذہنوں میں الجھاؤ اور ژولیدگی پیدا کرنے کا ذمہ دار کلیسیا خود ہی ہے۔ اکثر مسیحی صاحبان مسیح کی نام نہاد صلیبی موت اور اس کے بعد جی اٹھنے کو مسیح کے RESURRECTION (حشر نشر) سے تعبیر کرتے ہیں اور اس حشر نشر سے مراد وہ یہ لیتے ہیں کہ مسیح اپنی نام نہاد موت کے وقت جس جسم کو خیرباد کہہ کر چھوڑ گیا تھا اسی جسم میں زندگی دوبارہ عود کر آئی تھی۔ ہم یقیناً اس سے اتفاق نہیں کرتے اور نہ حشر نشر کی اصطلاح ان معنوں کی متحمل ہے۔ اس وقت کی معروضی صورت حال کے پیش نظر ہم یہ حق رکھتے ہیں کہ مسیح کی اس وقت کی حالت کو سکتہ کی حالت قرار دیں نہ کہ اسے موت سے تعبیر کریں۔ اگر صحیح معنوں کو ذہن میں مستحضر رکھ کر اس اصطلاح کو استعمال کیا جائے تو مسیح کے RESURRECTION (دوبارہ جی اٹھنے) کے معنے ہرگز یہ نہیں ہوسکتے کہ اس کی روح اسی انسانی جسم میں واپس لوٹ آئی جسے وہ موت کے وقت چھوڑ کر اس سے علیحدہ ہوگئی تھی۔

RESURRECTION (حشر نشر) کی اصطلاح مرنے کے بعد جس نئی زندگی کے معنوں میں استعمال ہوتی ہے اس سے مراد صرف ایک نئے آسمانی جسم کی تخلیق کے ہیں۔ ایسا جسم اپنی فطرت کے لحاظ سے روحانی جسم ہوتا ہے جو اس مصفا اور لطیف روح کے لئے جو اس کے اندر ہوتی ہے ایک کٹھالی نما خول کا کام دیتا ہے۔ یہ جسم مرنے کے بعد دائمی زندگی کے تسلسل کو برقرار رکھنے کے لئے پیدا کیا جاتا ہے۔ بعض اسے قائمقام ضمنی جسم کہتے ہیں۔ بعض کے نزدیک یہ آسمانی جسم ہوتا ہے اور بعض اس کے لئے آتما کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ نام اس کا آپ کچھ ہی رکھ لیں بنیادی معنے اس کے ایک ہی رہتے ہیں۔ پس RESURRECTION جسے اردو میں حشر نشر کہتے ہیں کی اصطلاح اس نئے جسم کے لئے استعمال ہوتی ہے جسے روح کے لئے پیدا کیا جاتا ہے اور جو اپنی فطرت اور نوعیت کے لحاظ سے بہت لطیف ہوتا ہے۔ اور یہ اصطلاح (یعنی RESURRECTION کی اصطلاح) روح کے اسی تحلیل و تبدیل شدہ جسم میں دوبارہ واپس لوٹ آنے کے معنوں میں ہرگز ہرگز (اور ہم ”ہرگز“ کا لفظ باصرار استعمال کر رہے ہیں) استعمال نہیں ہوتی۔

سینٹ پال (پولوس) نے مسیح کے جی اٹھنے کے تعلق میں بالکل انہی اصطلاحوں کو ان معنوں میں (جن کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں) بڑی تفصیل سے استعمال کیا ہے۔ وہ نہ صرف مسیح کے جی اٹھنے پر ایمان رکھتا تھا بلکہ بالعموم ان سب مر جانے والے لوگوں کے جی اٹھنے پر بھی ایمان رکھتا تھا جن کو خدا اس کا اہل سمجھتا تھا کہ انہیں بھی ایک نئی ہستی اور نئی زندگی عطا کی جائے۔ روح کی ہستی وہی رہتی ہے لیکن وہ وجود جس میں وہ بسیرا کرتی ہے بدل جاتا ہے۔ پولوس کے نزدیک ایسا ہونا مظاہر قدرت میں سے ایک عام مظہر کی حیثیت رکھتا ہے۔ بصورت دیگر اگر یہ عام نہ ہو تو عیسائیت بلکہ ہر مذہب کا تصور بے معنی ہوکر رہ جاتا ہے۔

کرنتھیوں کے نام سینٹ پال (پولوس) کے خطوط کا بہت عمیق نظر سے مطالعہ کرنا ضروری ہے کیونکہ زیر غور مسئلہ کے تعلق میں ان خطوط کو مرکزی اہمیت حاصل ہے۔ کم از کم میرے نزدیک تو اس امر میں شبہ کی کوئی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی کہ جب پولوس نے صلیب دیئے جانے کے بعد مسیح کے زندہ نظر آنے کا ذکر کیا ہے اس نے کسی ابہام کے بغیر واضح طور پر صرف اور صرف RESURRECTION (حشر نشر کے طور پر نیا جسم عطا ہونے) کا ذکر کیا ہے۔ یہ بات تو کبھی اس کے ذہن میں آئی ہی نہ تھی کہ مسیح کی روح اس کے اسی فانی جسم میں لوٹ آئی تھی اور یہ کہ مرنے کے بعد وہ عام جسمانی اصطلاح کی رو سے مادی طور پر دوبارہ جی اٹھا تھا۔ سینٹ پال (پولوس) کو جس طرح میں نے سمجھا ہے اگر مسیحی دینیات کے بعض ماہرین کے نزدیک وہ قابل قبول نہیں ہے تو بھی انہیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ پولوس نے (اس کے برخلاف کچھ اور کہہ کر) واضح طور پر اپنی تردید آپ کی ہے کیونکہ اس کے اپنے بعض بیانات اس بارہ میں شبہ کا کوئی شائبہ تک باقی رہنے ہی نہیں دیتے کہ مسیح کی زندگی RESURRECTION (یعنی حشر نشر کے طور پر حاصل ہونے والے نئے جسم) کی آئینہ دار تھی اور اس فانی انسانی جسم کے دوبارہ جی اٹھنے پر دلالت نہیں کرتی تھی جس میں پہلے اس کی روح مقید تھی۔ بعض متعلقہ اقتباسات درج ذیل ہیں جو فی ذاتہ بالکل واضح ہیں اور مزید کسی وضاحت کے محتاج نہیں ہیں۔

”اور خدا نے خداوند کو بھی جلایا اور ہم کو بھی اپنی قدرت سے جلائے گا“۔

(۱۔کرنتھیوں باب ۶ آیت ۱۴)

”مردوں کی قیامت بھی ایسی ہی ہے۔ جسم فنا کی حالت میں بویا جاتا ہے۔ جو جسم زندہ اٹھایا جاتا ہے وہ فنا نہیں ہوتا۔ جسم بے حرمتی کی حالت میں بویا جاتا ہے اور جلال کی حالت میں جی اٹھتا ہے۔ کمزوری کی حالت میں بویا جاتا ہے اور قوت کی حالت میں جی اٹھتا ہے۔ نفسانی جسم بویا جاتا ہے اور روحانی جسم جی اٹھتا ہے“۔

(۱۔کرنتھیوں باب ۱۵ آیات ۴۲ تا ۴۴)

”کیونکہ نرسنگا پھونکا جائے گا اور مردے غیر فانی حالت میں اٹھیں گے اور ہم بدل جائیں گے کیونکہ ضرور ہے کہ یہ فانی جسم بقا کا جامہ پہنے اور یہ مرنے والا جسم حیات ابدی کا جامہ پہنے۔ اور جب یہ فانی جسم بقا کا جامہ پہن چکے گا اور یہ مرنے والا جسم حیات ابدی کا جامہ پہن چکے گا تو وہ قول پورا ہوگا جو لکھا ہے کہ موت فتح کا لقمہ ہوگئی“۔

(۱۔کرنتھیوں باب ۱۵ آیات ۵۲ تا ۵۴)

”الغرض ہماری خاطر جمع ہے (یعنی ہم مطمئن ہیں) اور ہم کو بدن کے وطن سے جدا ہوکر خداوند کے وطن میں رہنا زیادہ منظور ہے“۔

(۲۔کرنتھیوں باب ۵ آیت ۸)

سینٹ پال (پولوس) کے مندرجہ بالا اقتباس کے تعلق میں ایک مسئلہ پھر بھی حل طلب رہتا ہے۔ وہ مسئلہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب ہم اس کا موازنہ اس امر سے کرتے ہیں کہ مسیح صلیب کے بعد جب جلد ہی نظر آیا تو ابتدائی مسیحیوں نے اپنی اس رؤیت کا کس رنگ میں ذکر کیا۔ اگر پولوس سمجھتا تھا کہ مسیح حشر نشر کے طور پر جی اٹھا تھا تو اس نے جب مسیح کو دیکھا اور اس سے باتیں کیں تو اس کی اس رؤیت کو اسی رنگ کی رؤیت سمجھا جاسکتا تھا جس طرح کہ ایک وفات یافتہ شخص کی روح دوسری دنیا سے آکر اس دنیا میں ایک سائے یا ایسی شکل و شباہت کے طور پر نظر آتی ہے جیسی کہ مرنے سے پہلے اس کی ہوتی تھی لیکن ابتدائی مسیحیوں کی رؤیت اور اس نوع کی رؤیت میں بہت فرق ہے۔ اس طرح دو قسم کی شہادتوں کے باہم اکٹھا ہو جانے سے عجب الجھاؤ سا پیدا ہو جاتا ہے کہ کس کو صحیح مانا جائے اور کس کو غلط۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم پہلے اس شہادت کو زیر غور لائیں جو خود مسیح کے شاگردوں نے دی اور ان لوگوں نے دی جو اگرچہ مسیحیت میں داخل نہ بھی ہوئے ہوں لیکن جو اس سے محبت کا تعلق رکھنے اور اس کا بہت احترام کرنے والے تھے۔ اولیت اور فوقیت کا درجہ رکھنے والی اس شہادت کو پولوس نے غلط رنگ میں سمجھا ہوگا کیونکہ یہ شہادت تو مسیح کے اپنے مادی جسم کے ساتھ زندہ انسانی شکل میں نظر آنے کا ذکر کرتی ہے۔ ایسی حالت کو حشر نشر کے طور پر جی اٹھنے سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے ثبوت کے طور پر اس اصل واقعہ کا ذکر ہی کافی ہے کہ جب مسیح نے واقعہ صلیب کے بعد جلد ظاہر ہوکر اپنے بعض شاگردوں کو حیرت میں ڈال دیا تھا۔ چنانچہ لکھا ہے:

”انہوں (یعنی شاگردوں) نے گھبرا کر اور خوف کھا کر یہ سمجھا کہ کسی روح کو دیکھتے ہیں۔ اس نے (یعنی مسیح نے) ان سے کہا تم کیوں گھبراتے ہو؟ اور کس واسطے تمہارے دل میں شک پیدا ہوتے ہیں؟ میرے ہاتھ اور میرے پاؤں دیکھو کہ میں ہی ہوں۔ مجھے چھو کر دیکھو کیونکہ روح کے گوشت اور ہڈی نہیں ہوتی جیسا مجھ میں دیکھتے ہو۔ اور یہ کہہ کر اس نے انہیں اپنے ہاتھ اور پاؤں دکھائے۔ جب مارے خوشی کے ان کو یقین نہ آیا اور تعجب کرتے تھے تو اس نے ان سے کہا کیا یہاں تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ انہوں نے اسے بھنی ہوئی مچھلی کا قتلہ دیا۔ اس نے لے کر ان کے روبرو کھایا“۔

(لوقا باب ۲۴ آیات ۳۷ تا ۴۳)

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

خریداران الفضل سے گزارش

کیا آپ نے نئے سال کا چندہ خریداری ادا کردیا ہے؟

اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں اس کی ادائیگی فرماکر رسید حاصل کریں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع کریں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینیجر)

DISTRIBUTORS OF CRIMPLENE/ VELVET & POLYESTER COTTON CLOTH/ QUILTS & BLANKETS/ PILLOWS & COVERS/ VELVET CURTAINS/ NYLON & SATIN FINISH BED SPREADS/ BED SETTEE & QUILT COVERS/ VELVET CUSHION COVERS/ PRAYER MATS/ ETC. ETC DIRECT SALE TO THE PUBLIC

CROWN TEXTILES,
138 ABBEY ROAD, BRADFORD, BD8 8DP
PHONE 01274 724331 / 488 446
FAX: 01274-730 121

خطبہ جمعہ

نور کی تلاش کریں تب داعی الی اللہ بنیں گے اور نور کو محفوظ کریں اور اس نور کو پھر چمکائیں اور صیقل کریں۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۲۳ فروری ۱۹۹۶ء مطابق ۲۳ تبلیغ ۱۳۷۵ ھجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾ .

رمضان مبارک بہت سی برکتیں لے کے آیا اور بہت سی برکتیں پیچھے چھوڑ گیا اور بہت سی برکتیں ساتھ لے گیا خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہوں نے ان برکتوں سے حصہ پایا جو رمضان مبارک پیچھے چھوڑ گیا۔ اور محروم ہیں وہ جو کچھ برکتیں رمضان کے مہینے میں حاصل تو کرتے رہے مگر جب وہ نکلا تو سب برکتیں ساتھ لے کر واپس چلا گیا۔ برکت وہی ہے جو دائمی طور پر ساتھ رہتی ہے برکت وہی ہے جو آکر ٹھہر جاتی ہے اور پھر کبھی انسان کا ساتھ نہیں چھوڑتی باقی یونہی نفس کی لذتیں ہیں، اگر ہیں، ورنہ محض ایک مشقت ہی تھی اور کچھ بھی نہیں۔ جنہوں نے لذت پائی ہو اور وہ لذت وقتی ہو اس میں کوئی دوام کا پہلو نہ ہو وہ لذت بھی ایک فرضی روحانی لذت ہے، روحانی لذت سے اس کا تعلق نہیں۔ روحانی لذت میں ابدیت پائی جاتی ہے۔ اور یہ ایک بہت بڑا فرق ہے اور امتیاز کرنے والا فرق ہے جو روحانی لذت اور مادی لذت میں پایا جاتا ہے اور غور کرنے سے صاف کھلا کھلا دکھائی دینے لگتا ہے۔

مادی لذت جب آکے گزر جاتی ہے تو پیچھے ایک تکلیف وہ یاد چھوڑ دیتی ہے۔ اس لذت میں ایک قسم کا مزہ بھی ہے مگر اس مزے کے ساتھ ایک تلخی بھی وابستہ ہوتی ہے۔ کسی نے کہا ہے

وابستہ تیری یاد سے کچھ تلخیاں بھی تھیں
اچھا کیا کہ مجھ کو فراموش کر دیا

مگر یہ مضمون بعینہ اس طرح تو پورا نہیں آتا مگر اچھی یادوں کے ساتھ تلخیاں ویسے ہی وابستہ ہوتی ہیں کیونکہ وہ یادیں کھوئے ہوئے مضمون سے تعلق رکھتی ہیں، ایسی چیز جو پیاری لگی اور اب نہیں ہے۔ مگر وہ یادیں جو ایک دائمی وجود سے تعلق سے وابستہ ہوں یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت، اس کے پیار، اس کی محبت کے اظہار کے جلوے، وہ یادیں ایسی ہیں جو ان جلووں سے، ان پیار کے اظہار سے وابستہ ہوں کہ وہ اپنی ذات میں ایک دوام رکھتی ہیں اور محرومی کا احساس نہیں چھوڑتیں۔ پس حقیقی نیکی وہی ہے یا حقیقی روحانی لطف وہی ہے جو دوام اپنے اندر رکھتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ جنت کو دائمی قرار دیا گیا ہے۔

اس سے پہلے میں نے خطبے میں مختصراً، غالباً عید کے خطبے میں ہی عذاب کے متعلق ذکر کیا تھا، تکلیف کے متعلق ذکر کیا تھا کہ اس میں دوام نہیں پایا جاتا مگر تھوڑا ہونے کے باوجود لمبا دکھائی دیتی ہے اور جتنا اس سے دور ہٹتے چلے جاتے ہیں اتنا ہی لطف بڑھتا جاتا ہے اور اس کی یاد محض ان معنوں میں فائدہ دیتی ہے کہ شکر ہے اب ہمارا تعلق ٹوٹا اور اس تعلق کے دوبارہ قیام سے ہی جسم لرز اٹھتا ہے۔ تو تلخ یادوں میں جتنی دوری ہو اتنا لطف بڑھتا ہے اچھی اور پیاری یادوں میں جتنی دوری ہو اتنی تکلیف بڑھتی ہے کہ کیا ہوئے وہ دن جن میں یہ کچھ ہوا کرتا تھا۔ بعض شعراء اپنے بچپن کی یادوں کو پھر اتنا پیار دیتے ہیں اور اتنے پیار سے پالتے ہیں کہ وہ یادیں ان کی راتوں کی لوریاں بن جاتی ہیں۔

ایک انگریزی نظم کا کسی نے اردو میں ترجمہ کیا ہے اور ترجمہ ایسا کیا کہ گویا اس نظم کو اپنا گیا ہے اور میں نے دونوں کا موازنہ کرکے دیکھا ہے جو ترجمہ ہے وہ اپنی خوبی میں اصل سے بھی اونچا نکل گیا ہے اور وہ نظم ہے

اکثر شب تنہائی میں ، کچھ دیر پہلے نیند سے
گزری ہوئی دلچسپیاں ، بیتے ہوئے دن عیش کے
بنتے ہیں شمع زندگی ، اور ڈالتے ہیں روشنی
میرے دل صد چاک پر

اسی طرز پر وہ مضمون کو بڑھاتا ہے۔

وہ بچپن اور وہ سادگی، وہ رونا وہ ہنسنا کبھی
پھر وہ جوانی کے مزے، وہ دل لگی، وہ قہقہے

غرضیکہ ہر پرانی یاد کو وہ رات کو اس طرح اپنے سینے سے چمٹاتا، اپنے دماغ میں الٹ پلٹ کے اس کے مزے لیتا ہے کہ وہی اس کی لوریاں بن جاتی ہیں مگر حسرت پھر نہیں جاتی۔ ان چیزوں کو واپس لانے کی جو حسرت ہے وہ اس نظم میں جوں جوں آگے بڑھتی ہے وہ اور کھلتی چلی جاتی ہے۔ "ان حسرتوں کی قبر پر" پھر آخر پر وہ یہ کہتا ہے کہ وہ یادیں پتیاں برسا رہی ہیں پھول کی ان حسرتوں کی قبر پر۔

تو وہ چیزیں، جو یادیں ایسی ہوں جن میں دوام پایا جائے ان میں حسرت کوئی نہیں ہوتی۔ اور نور میں بھی یہی ایک خوبی پائی جاتی ہے کہ وہ نور جو خدا کا نور ہے وہ آتا ہے اور ٹھہر جاتا ہے اور اندھیرا پھر اس کی جگہ دوبارہ نہیں لے سکتا۔ وہ مستقلاً زندگی کا ایک حصہ بن جاتا ہے جو جگہ بنالے وہ بنا بیٹھتا ہے۔ اس لئے انبیاء کا نور ہمیشہ دائمی ہوتا ہے۔ انبیاء کے اوپر کوئی ایسا دور نہیں آتا کہ جو نور انہوں نے خدا کی محبت اور پیار میں کمایا ہو وہ نور ظلمتوں نے واپس چھین لیا ہو۔ وہ بڑھتا ہے، پھولتا ہے، پھیلتا ہے اور جگہیں بناتا چلا جاتا ہے، بدن کے روئیں روئیں میں سرایت کرتا چلا جاتا ہے اور اس میں ایک دوام پایا جاتا ہے۔ وہی دوام ہے جو جنت بنے گا۔ جیسا کہ تلخ تجربہ جو ہے وہ اپنی ذات میں اگر لمبا ہو جائے تو ایک عذاب بنتا ہے اور تھوڑا بھی ہو تو اس میں ایک لمبائی کا مضمون پایا جاتا ہے۔ چند لمحے عذاب کے بعض دفعہ ساری زندگی کو تلخ کر دیتے ہیں۔ تو جہنم میں بھی جس حد تک دوام ہے وہ اسی حد تک ہے کہ خواہ تھوڑی بھی ہو، وہ سزا ابدی تو بہرحال اس رنگ میں نہیں ہوگی جس رنگ میں جنت ہے، مگر تھوڑی بھی ہو تو یوں لگے گا جیسے ابد ہو رہی ہے انسان پر، ایک دو لمحے بھی گزرنے کا نام نہیں لیں گے مصیبت پڑ جائے گی۔ بعض گھڑیاں تکلیف میں اتنی بڑی ہو جاتی ہیں کہ قرآن کریم ان کے متعلق فرماتا ہے کہ عذاب یوم عظیم یہ ایک عظیم دن کا عذاب ہے جو دن ختم ہونے میں نہ آئے۔ تو دنوں کا لمبے اور بڑے ہو جانا اس کا تعلق عذاب سے ہے اور سکڑ جانا اور اس کے باوجود ختم نہ ہونا اس کا تعلق نیکی اور ثواب سے ہے۔ وہ ثواب جو اللہ کی طرف سے آتا ہے وہ ان معنوں میں دوام پکڑتا ہے کہ اس لذت کی یاد ہمیشہ دل میں ٹھہرتی ہے اور لطف پیدا کرتی ہے کوئی حسرت نہیں پیدا کرتی کیونکہ لذت ایک زندہ لذت ہے۔ جس کے ساتھ تعلق ہوگا جس نے احسان فرمایا اس نے احسان سے ہاتھ نہیں کھینچا۔ جس نے پیار کی نظر ڈالی اس نے نظر پھیری نہیں اور بے اختیار ایسے شخص کا دل یہ پکار اٹھتا ہے "سبحان من یرانی" پاک ہے وہ ذات جو ہمیشہ مجھے دیکھتی چلی جا رہی ہے۔ ہر لحہ میں اس کی نظر کا پیار محسوس کرتا ہوں۔ پس ان معنوں میں رمضان مبارک جو آکے گزر گیا ہے وہ کچھ ایسی لذتیں عطا کر گیا جو دوام رکھتی ہیں اور وہ کبھی مٹ نہیں سکتیں۔ جن بدیوں کو مٹا گیا وہ پھر زندہ نہیں ہو سکتیں۔ جن نیکیوں کو قائم کر گیا ان کو پھر کوئی چیز جڑوں سے اکھاڑ کر پھینک نہیں سکتی۔ یہ وہ دائمی لذت ہے جن سے ہم اپنی آئندہ جنت بنائیں گے اور بنا رہے ہیں اور اس کا فیصلہ اسی دنیا میں ہو جاتا ہے۔

ابھی رمضان کو گزرے۔ جمعہ۔ جمعہ آٹھ دن بھی نہیں ہوئے کیونکہ جو پچھلا جمعہ تھا وہ رمضان کے اندر تھا اس کے بعد بھی ہم نے تین دن یا چار دن رمضان کے دیکھے تو اب دیکھ لیجئے کہ اتنے تھوڑے سے وقفے میں بھی رمضان بعض لوگوں کو اپنے سے کتنا دور ہٹا ہوا دکھائی دے رہا ہے۔ اتنا دور چلا گیا ہے کہ وہ چیزیں جن کی کبھی جرات کا تصور بھی نہیں ہو سکتا تھا ان کی طرف طبیعتیں مائل ہو رہی ہیں، انہی غفلتوں کی طرف انسان لوٹ رہا ہے، وہ تہجد کی رونقیں ختم، صبح کی نمازیں بھی قضا ہونے لگیں اور لوگ مزے کی نیندیں سونے لگے کہ اب رمضان کی تھکاوٹ دور کرلیں۔ حالانکہ رمضان کی تھکاوٹ تو قرب الٰہی دور کیا کرتا ہے اس کے سوا تو رمضان کی تھکاوٹ دور نہیں ہو سکتی۔ جس چیز کو آپ تھکاوٹ دور کرنا کہتے ہیں وہ تھکاوٹ کی طرف لوٹنا ہے اس کے سوا اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ دنیا کی مشقت اور محنت ایک بے معنی اور بے حقیقت تھکاوٹ ہے جس کے آگے کوئی جنت نہیں ہے۔ اس کے آگے سراب ہے۔ تھکاوٹ جس کا نتیجہ سراب ہے۔

چنانچہ قرآن کریم ایسے شخص کی مثال جو دنیا کی لذتوں کی طرف دوڑ رہا ہے ایسے شخص سے دیتا ہے جو پیاسا بہت ہو مگر سراب کی طرف دوڑ رہا ہو۔ اسے دور سے پانی دکھائی دے لیکن وہ پانی نہیں نظر کا دھوکہ ہو اور صحرا میں جو لق و دق صحرا ہو اس میں پانی کی بوند بھی دکھائی نہ دے وہیں وہ پانی دکھائی دیتا ہے جو نظر کا دھوکہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کی پیروی کرتا ہے دوڑتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ تھک کر وہ جگہ جہاں اس کا دم ٹوٹتا ہے وہ وہی سراب کا مقام ہے جہاں کچھ بھی نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ اللہ

اسے جزا دینے کے لئے وہاں موجود ہو۔ تو دنیا کی لذتوں کی بھی ایک تھکاوٹ ہے۔ اور امر واقعہ ہے کہ جو لوگ غور کریں ان کو محسوس ہوگا کہ ضرور اس میں تھکاوٹ پائی جاتی ہے کیوں کہ انسان جو دنیا کی لذتوں کی طرف دوڑتا ہے اور مگن ہو کر پیروی کرتا ہے جہاں پہنچتا ہے کہ اب مجھے کامل تسکین نصیب ہو جائے گی اسے کامل تسکین نصیب نہیں ہوتی۔ وہی جگہ جو بہت ہی پیاری دکھائی دیتی تھی وہ لذتوں سے خالی ہوتی ہے اور خالی ہونے میں وقت نہیں لیتی۔ تھوڑی دیر ہی میں آناً فاناً اس کا حسن زائل ہو جاتا ہے، اس کے حسن کی عادت پڑ جاتی ہے، اس کا آرام مزید آرام نہیں رہتا، اسی آرام میں کچھ تکلیف محسوس ہونے لگتی ہے اور انسان بہتر اور اعلیٰ لذتوں کی طرف یعنی نسبتاً کامل حسن کی طرف، زیادہ آرام کی طرف حرکت شروع کرتا ہے۔ اگر نہ کرے تو جس کو اس نے جنت سمجھا تھا وہ اس کی بوریت بن جائے گی۔ وہ ایک جگہ ٹھہر کر دنیا کی پیروی میں کوئی ایسا مقام قرار نہیں دے سکتا کہ میں اب یہاں ٹھہر گیا ہوں یہاں میری تسکین ہے۔ سراب کی طرح اس کی تسکین اس کے آگے دوڑتی ہے اور اس سے ہٹتی ہوئی دور دکھائی دیتی ہے اور پھر وہ کوشش کرتا ہے اور پھر اس سے یہی ہوتا ہے منزل بہ منزل اس کی لذتیں اس سے بھاگتی چلی جاتی ہیں۔ جب وہ پاتا ہے تو تھکاوٹ تو پاتا ہے لیکن وہ تھکاوٹ دور نہیں ہوتی۔ وقتی طور پر ایک جھلکی سی محسوس ہوتی ہے کہ مجھے امن ملا ہے لیکن تھوڑی دیر میں وہ امن کا تصور غائب، وہ حسن کو پالینے کا لطف جاتا رہتا ہے صرف ایک پیروی، دوڑ کی تمنا ہے جو اسے پھر اور آگے لے جاتی ہے۔ یہ سراب کی پیروی ہے۔

حقیقی نیکی وہی ہے یا حقیقی روحانی لطف وہی ہے جو دوام اپنے اندر رکھتا ہے۔

مگر جو دینی لذتیں ہیں انکی بالکل اور مثال ہے ان میں جو آپ نیکی کمالیں وہ ہمیشہ کے لئے آپ کی تسکین کا موجب بن جاتی ہے۔ بعض ایسی نیکیاں ہیں کہ جو اپنی تکلیف کے لحاظ سے تو تھوڑی دیر رہ کر گزر گئیں مگر اپنے سکون کے لحاظ سے وہ کبھی بھی مٹتی نہیں یہاں تک کہ مدتوں ان کی یاد دل کی تسکین کا موجب بنتی ہے۔ جب انسان کو خوف دامنگیر ہو جائیں تو وہی ایک آدھ نیکی جو کسی وقت اس کو توفیق ملی وہ ایک ہی سایہ رہ جاتا ہے جس میں وہ ماحول کی تکلیف اور اس کے عذاب سے امن ڈھونڈتا ہے وہاں کچھ تسکین پاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم ایسے آدمیوں کی مثال پیش کرتے ہیں کہ تین آدمی ایک غار میں اس طرح پھنس گئے کہ زلزلے کی وجہ سے ایک بہت بڑا پتھر اس کے سامنے آگیا اور وہ اس سے نکل نہیں سکتے تھے۔ انہوں نے بھی یہی نفسیاتی تسکین کی راہ ڈھونڈی اور آپس میں باتیں کیں کہ ہم کوئی ایسی نیکی سوچیں جس نیکی کی یاد ہمارے دل میں ابھی بھی تر و تازہ ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ خدا کو وہ پسند آئی ہوگی۔ اور اس نیکی کی یاد کرکے، اس کا حوالہ دے کر خدا سے دعا مانگتے ہیں یہ پہلے آپکے سامنے کئی بار میں بیان کرچکا ہوں۔ مختصر یہی کہ انہوں نے اپنی اپنی اس نیکی کی یاد کی جو ابھی تک ان کے ذہن میں ترو تازہ تھی اور اتنا یقین تھا کہ یہ نیکی اتنی پیاری ہے کہ خدا اس کے حوالے سے دعا کو ضرور قبول کرے گا کہ انہوں نے اس نیکی کا ذکر دعا میں کیا اور اللہ سے عرض کیا کہ اگر واقعۃً یہ تیری خاطر ایسا کیا گیا تھا تو اس پتھر کو ہٹا دے اور وہ پتھر کسی حد تک ایک اور زلزلے کی جنبش سے سرک کر آگے سے ہٹ گیا لیکن ابھی نکل نہیں سکتے تھے یہاں تک کہ دوسرے نے بھی اسی طرح اپنی پرانی نیکی کو یاد کیا اور پھر ایک تیسرے نے بھی۔

یہ تو انفرادی نیکیوں کا حال ہے مگر نہ صرف یہ کہ وہ لذتیں رکھتی ہیں، فائدے کی صلاحیت بھی رکھتی ہیں۔ یہ دوسرا پہلو ہے جس کی طرف میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ نیکی مرتی نہیں ہے صرف یاد کے طور پر زندہ نہیں رہتی اس میں نشو و نما کی صلاحیت ہوتی ہے۔ ان تین کی مثال جن کی آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے مثال دی ان کی مثال ایسے اشخاص کی مثال تھی جو بدیوں سے رکے ہیں۔ حقیقت میں انہوں نے نیکیاں نہیں کی تھیں۔ ان کے بدیوں سے رکنے کے نتیجے میں وہ ادا خدا کو پسند تو آئی اس کو خدا نے دعا کے حوالے میں قبول بھی فرمایا مگر ان میں سے کسی ایک کے لئے اس کی ایک نیکی نجات کا موجب نہیں بن سکتی تھی اور یہاں جب اجتماعی نیکی بنی ہے جب ان کو نجات ملی ہے۔ اس حصے پر بھی غور کرو کہ ایک شخص کی نیکی کے نتیجے میں جو بدیوں سے بچنے والی نیکی تھی وہ اکیلا بھی نجات نہیں پاسکا اور اس کی اکیلے کی دعا سے پتھر اتنا نہ سرکا کہ وہ اس کے رستے نکل جاتا اور دوسرے بھی فائدہ اٹھاتے۔ دوسرے نے جب دعا کی تو پھر اتنا سرکا کہ بمشکل گھسٹ کے شاید کوئی آدمی نکل سکتا ہو مگر جو مضمون بیان ہوا ہے اس سے لگتا ہے کہ اتنا راستہ نہ بن سکا تھا کہ اس سے انسان گزر سکتا۔ اور تیسرے نے جب دعا کی تو اتنا سرک گیا کہ اس میں سے ایک آدمی نکل سکتا تھا چنانچہ تینوں اس میں سے نکل گئے۔

انبیاء کی نیکی کا مقام بہت بلند ہے اور ابرار کی نیکی کا مقام بھی اس سے بہت بلند ہے۔ اس لئے وہ لوگ جو اس نیکی کی مثال سے متاثر ہو کر سمجھتے ہیں کہ اسی قسم کی کوئی ایک نیکی ہمارے لئے ہمیشہ کے لئے نجات کا موجب بن جائے گی ان کو غور کرنا چاہئے کہ ان میں سے کسی کی نیکی بھی اس کی نجات کا موجب نہ بن سکی۔ کیوں کہ اس میں ایک منفی پہلو تھا۔ بدی سے رکنا بھی ایک نیکی ہے مگر اگر اس کی جگہ اعلیٰ خوبیاں نہ لے لیں تو وہ نیکی نیکی نہیں رہتی۔ یہ اللہ کا احسان تھا کہ اس کو قبول فرما لیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون پر بہت روشنی ڈالی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ترک شر اپنی ذات میں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی اگر اس کی بجائے خیر کو اپنانا اس کے ساتھ شامل نہ ہو، اس کا لازمی نتیجہ نہ نکلے جہاں شر کو دور کرو وہاں خیر کو قبول کرو۔ وہ خیر ہے جو حقیقت میں ترک شر کا اجر ہے اور اس کے نتیجے میں تمہیں ایک مثبت چیز ایسی حاصل ہو جاتی ہے، ایسی دولت ہاتھ میں آ جاتی ہے جو پھر خرچ کرنے پر کم نہیں ہوتی، بڑھتی ہے۔

چنانچہ حقیقت یہی ہے کہ بدی کے ترک کرنے کے ساتھ جو انسان کو روحانی قوت ملتی ہے اس سے نیکی کو قبول کرنے کی طرف میلان پیدا ہوتا ہے اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ اور ان لوگوں کا جن کا ذکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں کا حال بنظر غور دیکھو کہ ان کو اس کے بعد کسی بڑی نیکی کی توفیق ملی نہیں ہے۔ اگر ملی ہوتی تو وہ اس نیکی کا ذکر کرتے۔ انہوں نے ایک پرانی ایسی نیکی کا ذکر کیا ہے کہ اے خدا ہم یہ شر کر سکتے تھے اس بدی میں مبتلا ہوسکتے تھے مگر تیرے خوف سے، تیرے ذکر سے مرعوب ہو کر ہم نے وہ کام نہیں کیا۔ اس کے بعد توفیق ملنی چاہئے تھی آگے بڑھنا چاہئے تھے مگر چونکہ وہ نہ کرسکے اس لئے ایک کی نیکی خود اس کے لئے بھی کافی نہ ہوئی۔ تینوں کی نیکی نے مل کر ان کی نجات کے سامان کئے۔ مگر ابرار کی نیکی کا یہ حال ہے کہ ایک کی نیکی کثرت سے دوسروں کے کام آتی ہے اور ایسے لوگوں کے بھی کام آتی ہے جو گناہوں میں ملوث ہوں، جن کا کچھ بھی نہ ہو بسااوقات ان کی نجات کا موجب بھی بن جاتی ہے۔

اب دیکھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو مخاطب کرکے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان لوگوں کو جب تک تو اس شہر میں ہے میں عذاب نہیں دوں گا۔ کتنی عظیم بات ہے جو فرمائی گئی کہ تیرے ہوتے ہوئے عذاب دیا جائے تو یہ تیری شان کے خلاف ہے اور اس عذاب میں تو بھی کسی حد تک ملوث ہوگا اور پھر اپنی آنکھوں سے عذاب دیکھے گا تو تجھے بھی تکلیف پہنچے گی بہت سے مضامین ہیں اس میں۔ مگر ایک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا وجود اہل مکہ کو عذاب سے بچا گیا جب کہ وہ دعائیں کرتے، مانگتے تھے کہ اے خدا اگر یہ سچا ہے ہم جھوٹے ہیں تو ہم پر پتھر برسا مگر اس وقت تک نہیں برسائے گئے جب تک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم ان میں جسمانی طور پر موجود رہے اور جب وہ مقابل پر نکلے تو جنگ بدر میں دیکھو ایک مٹھی پتھر بن گئی اور پتھروں کا طوفان لے آئی ایسا طوفان جس نے اس عظیم لشکر کے مونہہ پھیر دیئے اور ناکارہ اور ذلیل کردیا۔ تو یہ مثبت نیکیوں کا حال ہے۔ ابرار کی نیکیاں اپنے لئے ہی نہیں بلکہ عالم کی نجات کا موجب بن جاتی ہیں۔ اس پہلو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم وہ کامل نور تھے جس نے بدیوں کا ازالہ ہی اپنی ذات سے نہیں کیا یعنی بدیوں کو قریب تک نہیں پھٹکنے دیا اور ہر پہلو سے اپنے وجود کو نور مجسم کردیا۔ یہ وہ مضمون ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نور کی تفسیر میں بڑے پیارے انداز میں بیان فرمایا ہے اور تمام انبیاء کی یہی کیفیت بیان فرمائی ہے کہ اپنی اپنی حیثیت، توفیق کے مطابق وہ یہ کچھ کرتے ہیں تو خدا کی نظروں میں جچتے ہیں اور خدا ان سے پیار کا وہ سلوک کرتا ہے جو عام انسانوں سے نہیں کرتا۔

پس اس رمضان مبارک کے حوالے سے بھی ہمیں اپنے نفس کو ٹٹولنا چاہئے، اپنے تجربے کو آنکھوں کے سامنے رکھ کر یہ دیکھنا چاہئے کہ کون سا حصہ رمضان کا ایسا ہے جس کو ہماری ذات میں کچھ دوام ملا ہے۔ کون سا رمضان کا حصہ ہے جو ہمارے ساتھ ٹھہر گیا ہے، ہمارے ساتھ ہمارے بدن میں ٹھہر گیا ہے اور ہمارے ساتھ حرکت کرتا ہوا آگے بڑھ رہا ہے۔ اگر نہیں ہے تو پھر وہ ترک شر یعنی بدیوں سے رکنا یا گالیاں نہ دینا یا اور خدا کی خاطر بعضوں کے ظلم برداشت کر لینا وہ تو ماضی میں دب جائیں گے اور ان کا کچھ بھی ایسا فائدہ نہیں ہے جو آپ کو مستقلاً نجات کی طرف لے جائے۔ مستقلاً نجات کی طرف جانا یہ اصل مضمون ہے جس کو سمجھنا ضروری ہے یعنی نیکی وہ ہے جو ہاتھ پکڑ لیتی ہے، آگے بڑھاتی چلی جاتی ہے، کہیں بھی دامن نہیں چھوڑتی۔ اور یہ تبھی ممکن ہے کہ آپ نیکی پر اس پیار اور محبت سے ہاتھ ڈالیں کہ اسے اپنانے کی کوشش کریں۔ وہ آپ کو واقعۃً اتنی اچھی لگنے لگے کہ وہ چھوڑی نہ جائے۔ اس سے محبت ہو جائے اس سے پیار ہو جائے اور یہی ہے جو دراصل نور کمانے کا ایک ذریعہ ہے ورنہ محض نور کی باتیں کرنا فرضی قصے ہیں ان کی کوئی اور حقیقت نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو تحریرات میں آپ کے سامنے پیش کر رہا تھا اب ان میں سے جو بعض رہ گئی تھیں یا کچھ حصہ شاید میں پڑھ بھی چکا ہوں مگر یہ جو صفحہ میرے سامنے ہے اس کا ایک حصہ تو یقیناً رہ گیا تھا جہاں سے بات آگے بڑھانی تھی۔ اس تعلق میں جو تمہید باندھی ہے اس کا اس سے گہرا تعلق ہے یہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

> "فیضان کے لئے مناسبت شرط ہے اور تاریکی کو نور سے کچھ
> مناسبت نہیں بلکہ نور کو نور سے مناسبت ہے اور حکیم مطلق
> بغیر رعایت مناسبت کوئی کام نہیں کرتا۔"

حکیم مطلق جیسے عقل کل بھی ایک موقع پر فرمایا یعنی کامل حکمتوں والا وہ ایک ہی ہے جو خدا کی ذات ہے وہ مناسبت کے بغیر کوئی فعل نہیں کرتا۔ نور کو ظلم سے نہیں ملاتا یہ نامناسب بات ہے۔ کہتے ہیں ایک قطرہ بھی گندگی کا ڈھیروں دودھ میں ملادو تو سارا دودھ گندا ہو جائے گا تو یہ غیر مناسب فعل ہے غیر حکیمانہ فعل ہے۔ پس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ نور اترتا ہے مگر انہی جگہوں پر جنہیں پہلے صاف کرلیا جائے اور انہیں گندگیوں سے پاک کیا جائے اور اندرونی نور انسان کو نصیب ہو تاکہ اس نور پر نور اترے۔ جیسے آپ بھی باہر سفر کے دوران کسی جگہ بیٹھنا چاہیں تو بعض دفعہ ہاتھ سے یا

BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
0181-478 6464 | 0181-553 3611

رومال نکال کے وہ جگہیں صاف کرتے ہیں پھر بیٹھتے ہیں۔ آپ کو اگر صفائی کا یہ احساس ہے اور اس قدر اہتمام ہے کہ جب تک صاف نہ کرلیں آپ کے کپڑے بھی اس معمولی سی میل کو نہ چھوئیں تو اللہ کی شان کے خلاف ہے کہ نعوذ باللہ من ذلک ہر گندگی پہ اپنا نور اتارتا رہے۔ یہ ناممکن ہے۔ اس لئے کوئی گوشہ تو صاف کرنا ہوگا۔

انبیاء کے اوپر کوئی ایسا دور نہیں آتا کہ جو نور انہوں نے خدا کی محبت اور پیار میں کمایا ہو وہ نور ظلمتوں نے واپس چھین لیا ہو۔ وہ بڑھتا ہے، پھولتا ہے، پھیلتا ہے اور جگہیں بناتا چلا جاتا ہے۔

کسی گھر میں اگر کوئی اچانک معزز مہمان آ جائے سارے گھر کی تو صفائی ممکن نہیں ہوتی مگر بچے اور عورتیں دوڑتے ہیں کہ کم سے کم کچھ حصہ تو صاف کر لیں اور وہ بیٹھنا چاہے بھی تو بیٹھنے نہیں دیں گے ذرا ایک منٹ ٹھہریں، ایک منٹ موقع دیں ذرا ہم اس سیٹ کو صاف کرلیں یہ آپ کے بیٹھنے کے لائق نہیں ہے۔ انسان انسان کی عزت کرتا ہے تو یہ سلوک کرتا ہے۔ کیسے ممکن ہے کہ خدا کی عزت کا احساس اس کے دل میں ہو اور اپنے دل کو صاف کئے بغیر کہے مجھے نور عطا کر۔ عطا تو وہ کرے گا پر وہ اترے گا کہاں؟ جگہ کون سی تم نے بنائی ہے جہاں آکر وہ بیٹھے گا اور قیام کرے گا۔ اور اگر تم نے جگہ بنا دی تو یاد رکھو کہ پھر وہ نور خود اپنے اردگرد روشنی کو اس طرح پھیلاتا ہے کہ اس کے قریب سے گند دور ہونے لگتا ہے۔ وہ گندگی پر نہیں آتا مگر ماحول سے گندگی اس کا خوف کھاتی ہے اور اس سے پرے ہٹنے لگتی ہے۔ یہی مضمون ہے جو ہم دنیا میں ہالوں کی صورت میں دیکھتے ہیں۔ ایک روشنی کسی جگہ مرتکز ہوتی ہے اور اس کے اردگرد ایک ہالہ بن جاتا ہے اور ظلمت سرکنے لگتی ہے۔ اس جگہ کو چھوڑتی ہے اور بھاگتی ہے جہاں نور اتر آیا ہے۔

اسی مضمون کو قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے "جآء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقاً" حق سے باطل گھبراتا ہے جیسے نور سے ظلمت گھبراتی ہے۔ اور جہاں وہ ایک دفعہ جگہ بنا لے اردگرد سے تاریکیاں زائل ہونے لگتی ہیں شروع میں سایہ دار جگہ دکھائی دیتی ہے کچھ اندھیرے، کچھ روشنی مگر پھر جب پوری پاکی اور صفائی عطا ہو جائے تو نور پھیل کر اپنی جگہ اور بنا لیتا ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان الفاظ میں کھول رہے ہیں کہ:

"نور کو نور سے مناسبت ہے اور حکیم مطلق بغیر رعائت مناسبت کوئی کام نہیں کرتا۔"

"ایسے ہی فیضان نور میں بھی اس کا یہی قانون ہے کہ جس کے پاس کچھ نور ہے اسی کو اور نور بھی دیا جاتا ہے اور جس کے پاس کچھ نہیں اس کو کچھ نہیں دیا جاتا۔ جو شخص آنکھوں کا نور رکھتا ہے وہی آفتاب کا نور پاتا ہے اور جس کے پاس آنکھوں کا نور نہیں وہ آفتاب کے نور سے بھی بے بہرہ رہتا ہے۔ اور جس کو فطرتی نور کم ملا ہے اس کو دوسرا نور بھی کم ہی ملتا ہے اور جس کو فطرتی نور زیادہ ملا ہے اس کو دوسرا نور بھی زیادہ ہی ملتا ہے۔ اور انبیاء من جملہ سلسلہ متفاوتہ فطرت انسانی کے وہ افراد عالیہ ہیں جن کو اس کثرت اور کمال سے نور باطنی عطا ہوا ہے کہ گویا وہ نور مجسم ہو گئے۔"

انبیاء وہ انسان ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے اول فطرتاً اپنا نور ودیعت فرمایا، نور حق ودیعت فرمایا اور پھر انہوں نے اپنے سارے وجود کو اس نور میں رنگ دیا ہے جیسے مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے

یہاں وہبت کے ساتھ کسب شامل ہو جاتا ہے۔ ایک نور ہے جو ودیعت ہوا ہے فطرت میں اور ہر انسان کو ضرور نور عطا ہوا ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ کوئی انسان بھی نور کے بغیر پیدا ہو۔ اگر آپ حواس خمسہ پر غور کریں تو یہ مضمون اور بھی کھل جائے گا۔ جو حواس خمسہ میں سے کچھ بھی نہیں رکھتا وہ مر گیا ہے، وہ پیدا ہی نہیں ہوا۔ نور سے مراد صرف آنکھوں کا نور نہیں ہے۔ نور سے مراد وہ ذریعہ ابلاغ ہے جو باہر کے حالات کو روح کے اندر تک پہنچاتا ہے اور ذہن کے آخری نقطے میں جو شعور کا آخری نقطہ ہے باہر کی دنیا کی باتیں معلوم ہونے لگتی ہیں جن کا اس ذریعہ ابلاغ کے سوا معلوم ہونا ممکن ہی نہیں۔ پس اگر ایک آدمی اندھا ہے، بہرہ ہے، گونگا ہے اگر وہ لمس کی صفت بھی نہیں رکھتا اگر مثبت صفات سے عاری ہے اور منفی صفت بھی نہیں رکھتا یعنی بھوک محسوس نہیں کرتا، دکھ محسوس نہیں کرتا، جلن کا احساس نہیں، سردی کا گرمی کا احساس نہیں، نہ سنتا ہے، نہ بولتا ہے تو مردہ اور کس کو کہتے ہیں۔ پس کوئی انسان ایسا نہیں جو نور کے بغیر ہو اور ہم اسے زندہ کہہ سکیں۔ ہر انسان کو خواہ وہ کمزور ہے یا زیادہ ہے کچھ نہ کچھ نور فطرت عطا ہوا ہے اور جس حد تک کسی کو نور فطرت عطا ہوا ہے اسی حد تک اللہ تعالیٰ کا نور اس سے رابطہ کرتا ہے اگر وہ چاہے۔ اگر اس کی توجہ اس طرف ہو اور اپنے نور کو نور الٰہی سے ملانے کے لئے وہ محنت کرے جس کو کسب کہتے ہیں واقعۃً توجہ کرے۔ اس محنت کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت میں ملتا ہے "یا یھا الانسان انک کادح الیٰ ربک کدحاً فملاقیه" یعنی اے انسان نور تو تجھے عطا ہوا ہے نور فطرت سے تو کسی کو بھی خدا نے خالی نہیں چھوڑا مگر ملے گا وہی خدا سے جس کے متعلق فرمایا "انک کادح الیٰ ربک کدحاً" تو اپنے رب کی طرف جانے کے لئے بڑی محنت کر رہا ہے "فملاقیه" پس یاد رکھ کہ تیری محنت کام آئے گی اور رائیگاں نہیں جائے گی جس طرح دنیا کی محنت کو پھل لگتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری طرف آنے کے لئے تو نے جو محنت کی یا جو کرے گا یا کر رہا ہے میں تجھے خوشخبری دیتا ہوں "فملاقیه" تو اپنے اس رب کو پالے گا جس کے لئے تو محنت کر رہا ہے۔

یہی محنت تھی رمضان کی جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ روزے کی میں جزا ہوں کیونکہ یہ محنت خدا کی طرف تھی۔ پس اگر کوئی پھل نہ لگا ہو اگر ہمارے اندھیرے کسی معنوں میں بھی روشنی میں تبدیل نہ ہوئے ہوں تو ہم پر نہ اس آیت کا اطلاق ہوتا ہے نہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے اس رمضان سے کوئی ادنیٰ بھی نور کمایا ہے کیوں کہ خدا کا وعدہ جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ فرماتا ہے "انک کادح الیٰ ربک کدحاً" اے انسان ضرور تو محنت کرے گا اور کر رہا ہے اور "انک" میں جو مضمون ہے یہ شرط پیدا کر رہا ہے بڑی شدت کے ساتھ کہ یاد رکھ تیرے لئے لازم ہے کہ محنت کرے یہ معنیٰ بھی اسی میں سے نکل رہا ہے یا ہم جانتے ہیں کہ تو ضرور محنت کر رہا ہے۔ اور "کدحاً" اس لفظ کو اس کے INFINITIVE کو، اس کے مصدر کو زور پیدا کرنے کے لئے دہرایا ہے کہ بڑی محنت کر رہا ہے تو "فملاقیه" پس خوش خبری ہو کہ تو اسے ضرور پالے گا پس یہ جو پانا ہے یہ نور کمانے والی بات ہے جس کو ہم اردو میں نور کمانا کہتے ہیں۔ نور تو ہے مگر اس کو صیقل نہیں کیا گیا اور دروازے کھولے نہیں گئے اور غفلتوں اور سستیوں کے پردوں کو ہٹا کر آسمان کے نور کو اندر پہنچنے کے لئے رستہ نہ دیا گیا ہو تو اندر کا نور کچھ بھی کام نہیں آسکتا پس یہ تین چیزیں ہیں جن کا اکٹھا ہونا ضروری ہے۔ ایک اندر کی صلاحیت اور وہ نور جو خدا عطا کرتا ہے پیدائش کے وقت ہر انسان کو حصہ رسدی اس کی توفیق کے مطابق جو توفیق خدا کی تقدیر نے بنائی ہوتی ہے اس کو ایک نور ملتا ہے۔ پھر "کدح" کے دور میں وہ ڈالا جاتا ہے اور ایسی آزمائشوں میں مبتلا کیا جاتا ہے جہاں اس کو اس نور کو چمکانے کے لئے محنت کرنی پڑتی ہے اور ان روکوں کو دور کرنا پڑتا ہے جو غفلت کی وجہ سے ایسے نوروں کی راہ میں ضرور حائل ہوتی ہیں۔ غفلت کی مثال نیند کی ہے۔ اب سورج چمک بھی رہا ہو تو تھکے ہوئے آدمی کو عین دوپہر کو سورج کے نیچے بھی نیند آ جاتی ہے اور آنکھیں کھولنا بھی چاہے تو مُند جاتی ہیں پھر کچھ بھی اس کو دکھائی نہیں دیتا تو وہ شخص جو اپنی آنکھوں کو کھولنے کے لئے محنت نہیں کرتا اس پر نیند کا غلبہ آ جائے وہ غفلت کی حالت میں اس روشنی کے وقت سے محروم رہ جاتا ہے۔ اور جہاں تک روحانی آنکھوں کا تعلق ہے انکا مضمون اس سے زیادہ گھمبیر اور مشکل ہے جو ظاہری روشنی دیکھنے والی آنکھوں سے تعلق رکھتا ہے ظاہری روشنی دیکھنے کا تعلق ہماری بسر اوقات سے ہے اور ہم سست بھی ہوں تو مجبوراً کچھ نہ کچھ ضرور کرتے ہیں جس کی وجہ سے ہم بیرونی نور دیکھ سکیں اور اسے حاصل کرسکیں۔ لیکن روحانی بقا میں انسان کو بسا اوقات محسوس ہی نہیں ہوتا کہ وہ مر رہا ہے اور اس لئے وہ اپنے لئے لازم نہیں سمجھتا کہ میں ضرور اپنے نور کو چمکاؤں اور اپنی آنکھوں کو کھولوں یہی بڑی وجہ ہے کہ روحانی دنیا میں اندھیرے زیادہ ہیں اور انکو صاف کرنا، ان کے پردوں کو چاک کرکے آگے نکلنا زیادہ محنت کو چاہتا ہے اور زیادہ شعور کو چاہتا ہے۔ جب تک شعور بیدار نہ ہو اس محنت کی طرف توجہ پیدا ہو ہی نہیں سکتی۔ اب دیکھیں دن میں پانچ مرتبہ ہم کھانا کھاتے ہیں یعنی ترقی یافتہ ملکوں میں پانچ دفعہ تو ضرور کچھ نہ کچھ منہ میں ڈالتے ہی رہتے ہیں اور اگر سارا دن پانچ دفعہ نہ کھائیں بلکہ دو دفعہ ہی کھائیں جس کو ہم روزہ کہتے ہیں تو کتنی مشکل سے وقت گزرتا ہے۔ ایسے سخت بھی روزے آتے ہیں کہ اس کا لمحہ لمحہ یاد کرا رہا ہوتا ہے کہ تم کسی چیز سے محروم ہو۔ مگر روحانی دنیا میں بعض لوگ عمر بھر نماز نہیں پڑھتے ان کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ ہم بھوکے ہوکر مر بھی چکے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بھوک کسی حد تک تو محسوس ہوتی ہے جب وہ موت میں تبدیل ہو جائے تو پھر کیسے محسوس ہوگی۔ تو اکثر تو غفلت کی حالت میں نہیں بلکہ موت کی حالت میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ مگر اس موت کا اور مادی موت کا ایک فرق ہے۔ مادی موت ایک دفعہ آ جائے تو پھر ہمیشہ کے لئے چمٹ جاتی ہے اس سے انسان نکل نہیں سکتا۔ لیکن روحانی موت اگرچہ موت کی ساری علامتیں رکھتی ہے یعنی کھائے پئے بغیر انسان پھر بھی جیسے دنیا میں سانس لے رہا ہے یہ امکان رکھتا ہے اپنے اندر کہ پھر وہ آنکھیں کھول دے۔ پس روحانی موت کے مردوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب یہ رسول ـــ اللہ کا رسول ـــ محمدؐ رسول اللہ تمہیں بلائے کہ تاکہ تمہیں زندہ کرے تو استجابت کیا کرو لبیک کہا کرو۔ اب دیکھ لیں بظاہر تو ایک ہی قسم کی اصطلاحیں ہیں مگر ان دونوں میں فرق ہے۔ پس جب مثالیں دی جاتی ہیں یا اصطلاحیں

Earlsfield Properties

Landlords & Landladies

Guaranteed rent

Your properties are urgently required.

Ring Heidi & Sue on **: 0181-265-6000**

پیش کی جاتی ہیں تو آنکھیں بند کر کے مادی اصطلاحوں یا مثالوں کو بعینہٖ روحانی اصطلاحوں یا مثالوں پر چسپاں کرنا بےوقوفی ہے۔ غور کر کے دیکھیں تو مضمون خود سمجھ میں آجائے گا۔ زندگی اور موت کی باتیں ہوتی ہیں۔ مادی زندگی میں تو خدا کہتا ہے ایک دفعہ مر گیا تو کبھی زندہ ہو ہی نہیں سکتا۔ پس جہاں موت کی اور زندگی کی اکٹھی باتیں کرتا ہے وہاں ضرور روحانی زندگی مراد ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب عرض کیا "رب ارنی کیف تحی الموتیٰ" تو خدا نے مردہ زندہ کرنے کا گر سکھا دیا۔ صاف پتہ چلتا ہے کہ وہاں روحانی موت مراد تھی، جسمانی موت کا تو حال ہی مختلف ہے۔

پس جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے متعلق فرمایا کہ اے لوگو جو ایمان لاتے ہو جب تمہیں یہ خدا کا رسول بلاتا ہے تاکہ تمہیں زندہ کرے تو لبیک کہا کرو تو وہاں بھی روحانی زندگی مراد ہے۔ تو ہر دفعہ جو انسان بیرونی نیکیوں سے محروم رہتا ہے تو بعض دفعہ غفلت اور بعض دفعہ موت حائل ہو جایا کرتی ہے۔ جہاں تک موت کا تعلق ہے وہ تو دوبارہ اس مردے کا جی اٹھنا ایک غیر معمولی روحانی وجود کو چاہتا ہے اسی لئے انبیاء کا سلسلہ جاری ہے۔ انبیاء آتے ہیں تو پھر مردے زندہ ہونے شروع ہوتے ہیں۔ جب وہ نہیں ہوتے تو بسااوقات غفلت سے پردے اٹھانے کے انتظام تو دیگر بزرگ بھی کرتے ہی رہتے ہیں مگر مردوں کو زندہ کرنے کی توفیق شاذ و نادر کسی کو ہوتی ہے۔ انبیاء وہ ہیں جو ان غفلتوں کے پردے چاک کر دیتے ہیں، دبے ہوئے نوروں کو اٹھا دیتے ہیں، آنکھیں کھلنے لگتی ہیں، سوئی ہوئی حسیں جاگنے لگتی ہیں اور انسان پھر بیرونی نور سے رابطے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرما رہے ہیں کہ:

"جس کے آنکھوں کا نور نہیں وہ آفتاب کے نور سے بھی بے بہرہ رہتا ہے اور جس کو فطرتی نور کم ملا ہے اس کو دوسرا نور بھی کم ہی ملتا ہے اور جس کو فطرتی نور زیادہ ملا ہے اس کو دوسرا نور بھی زیادہ ہی ملتا ہے۔ اور انبیاء من جملہ سلسلہ متفاوتہ فطرت انسانی کے وہ افراد عالیہ ہیں جن کو اس کثرت اور کمال سے نور باطنی عطا ہوا ہے کہ گویا وہ نور مجسم ہو گئے۔"

یہ مشکل الفاظ ہیں مگر جب بڑے مضمون کو کوزے میں بند کرنا پڑتا ہے تو پھر عام جو زبان ہے وہ متحمل ہی نہیں ہوتی اس کے لئے اعلیٰ درجے کی زبان جو عامۃ الناس کے لئے مشکل ہے اس کو استعمال کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جہاں سلیس اردو لکھتے ہیں وہاں حیرت انگیز خودروی کے ساتھ وہ زبان چلتی ہے اور ساتھ پڑھنے والے کو بھی بہاتی چلی جاتی ہے۔ جہاں بہت گہرے اور مشکل مضامین بیان ہونے ہوں وہاں آپ کی زبان اسی طرح مشکل ہو جاتی ہے اسے سمجھانا پڑتا ہے۔ "سلسلہ متفاوتہ فطرت انسانی" مراد یہ ہے کہ تمام فطرت انسانی کو اللہ تعالیٰ نے ایک ہی حال، ایک ہی صلاحیت، ایک ہی حدود اربعہ کے ساتھ پیدا نہیں کیا۔ فطرت انسانی نیک اور پاک تو ہے مگر کوئی چھوٹا ہے کوئی بڑا ہے۔ کہیں کوئی کوزہ ہے کہیں کوئی وسیع دریا کے بہاؤ کا برتن ہے یا ظرف ہے جس میں دریا بہتا چلا جاتا ہے۔ کہیں وہ سمندر کا ظرف ہے جو لامتناہی دکھائی دیتا ہے ایک کنارے سے دوسرے کنارے پہ دیکھو تو کچھ سمجھ نہیں آتی۔

وہ ثواب جو اللہ کی طرف سے آتا ہے وہ ان معنوں میں دوام پکڑتا ہے کہ اس لذت کی یاد ہمیشہ دل میں ٹھہرتی ہے اور لطف پیدا کرتی ہے۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ایسا ہی انسانی فطرت میں خدا تعالیٰ نے مختلف صلاحیتیں، مختلف ظرف رکھے ہیں "اور انبیاء وہ افراد عالیہ ہیں جن کو اس کثرت اور کمال سے نور باطنی عطا ہوا ہے کہ گویا وہ نور مجسم ہو گئے ہیں۔" اب نور مجسم کیا چیز ہے؟ نور تو جسم نہیں رکھتا۔ اگر اس بات کو سمجھیں تو پھر وحی الٰہی اور انبیاء کے عالی مرتبہ کا کچھ تصور دلوں میں باندھا جا سکتا ہے۔ جسم کے اندر مختلف صلاحیتیں ہیں اور ہر صلاحیت کا خدا تعالیٰ کی کسی صفت سے تعلق ہے اور اس صفت کے شکر کا حق ادا کرنے کا مضمون ہمیشہ انسان کو بعض نیکیوں کی طرف بلاتا ہے۔ آنکھ ہے، آنکھ کا بھی شکر ادا کرنے کا حق ہے۔ آنکھ پہلے خدا تعالیٰ کے نور کو دیکھنے، سمجھنے کی صلاحیت حاصل کرے۔ جن جگہوں سے روکا جا رہا ہے وہاں سے رکے جن جگہوں کے متعلق فرمایا جا رہا ہے کہ دیکھو وہاں دیکھے۔ اس کا دیکھنا اور اس کے دیکھنے کی سچائی یہ سارے وہ مضامین ہیں جن کا آنکھ کے نور سے تعلق ہے۔ صرف ظاہری طور پر شعاعوں کے منعکس ہونے سے انسان نہیں دیکھ سکتا۔ جب روحانی دنیا میں بات کرتے ہیں تو یہ ساری باتیں آ جاتی ہیں یعنی وہ مقام جہاں خدا فرماتا ہے رک جاؤ یہاں ٹھوکریں ہیں اگر آپ ان مقامات سے گزر جائیں اور وہ مقامات آپ کو دکھائی نہ دیں تو لازماً ٹھوکر کھائیں گے اور اسی کا نام اندھے کا بھٹکنا ہے۔ ظلمات میں بھٹکنے والے اسی طرح بےچارے ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ انبیاء وہ ہیں جو نور مجسم ہو جاتے ہیں یعنی ان کے جسم کا کوئی ذرہ بھی ایسا نہیں رہتا جس کی صفات پر اللہ تعالیٰ کی مرضی کا نور جلوہ گر نہ ہو چکا ہو۔ ان کا اٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا ان کی ہر حرکت، ان کا ہر سکون خدا کے تابع ہو تو تب اسے نور مجسم کہیں گے نا۔ اس کے بغیر وہ نور مجسم کیسا ہو سکتا ہے اور جب نور ہر چیز کو ڈھانپ لیتا ہے تو گویا جسم غائب ہو گیا، جسم برتن بن گیا، اس برتن کو نور نے بھر دیا ہے اور پھر آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ جسم ہے اور یہ نور ہے۔ ان معنوں میں واقعۃً بندوں کے نور مجسم بنتے ہیں مگر ان بندوں کے جو بندگی کا حق ادا کرتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم بھی نور مجسم تھے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ تمام انبیاء نور مجسم تھے۔ نور مجسم ہوئے بغیر ان پر وحی کا نزول ہو ہی نہیں سکتا تھا اور نور مجسم ہونے کے لحاظ سے ان میں اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم میں ایک فرق رہ جاتا ہے کہ ایک چھوٹا وجود نور مجسم بنا ہے یا ایک بڑا وجود نور مجسم بنا ہے۔ ایک چھوٹا ظرف بھرا ہے یا ایک بڑا ظرف بھرا ہے۔ پیالہ بھی تو بھرتا ہے، کشکول بھی بھرتا ہے مگر وہ خزانہ بھی بھرا ہوا ہوتا ہے بسا اوقات جس سے لاکھوں کروڑوں کشکول بھرے جا سکتے ہیں ایک تالاب بھی بھرتا ہے اور سمندر بھی بھرتا ہے۔ تو یہ کہہ دینا کہ انبیاء کے ساتھ رسول اللہ کو شامل کیا یہ گویا کہ نعوذ باللہ من ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تخفیف فرمائی، ہرگز درست نہیں۔

بدی کے ترک کرنے کے ساتھ جو انسان کو روحانی قوت ملتی ہے اس سے نیکی کو قبول کرنے کی طرف میلان پیدا ہوتا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

آپؑ یہ فرماتے ہیں کہ تمام انبیاء نور مجسم تھے مگر ان سب نوروں سے بڑھنے والا نور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا نور ہے کیوں کہ آپؐ کا ظرف بہت بڑا تھا اور جتنا بڑا ظرف تھا اتنی آپؐ کو محنت کرنی پڑی ہے اس لئے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ خدا کی دین تھی اس کو بنا دیا اس کو نہ بنایا۔ یہ بات نہیں ہے۔ جس کو جتنا زیادہ دیا اس کو اتنا ہی زیادہ محنت کرنی پڑے گی اسے بھرنے کے لئے۔ کسی نے ایک گلاس بھرنا ہے، کسی نے جگ بھرنا ہے، کسی نے مٹکا بھرنا ہے، کسی نے پورا تالاب بھرنا ہے، کسی کو کہا ایسا سمندر بھر دو کہ کل عالم کی پیاس بجھا دو تمام بنی نوع انسان کا رسول تمہیں بنا کے بھیجا جا رہا ہے۔ فرق تو ظاہر ہے زمین و آسمان کا فرق ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کا ذکر کرتے ہوئے آگے اس مضمون کو بڑھاتے ہیں:

"اس جہت سے قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا نام نور اور سراج منیر رکھا ہے جیسا کہ فرمایا "قد جآء کم من اللّٰہ نور و کتابٌ مبین"۔ "داعیاً الی اللّٰہ باذنہ و سراجاً منیراً"۔

اور اللہ کی راہ میں بلانے والا اس کے اذن کے ساتھ جو سراجاً منیراً ہے۔ تو جو کل عالم کو نور بخشے اس کو سورج ہی کہنا چاہئے جب کہ کسی اور نبی کو سورج نہیں فرمایا گیا مگر سارے ہی روشن تھے۔ سارے ہی سر تا پا روشن تھے۔ کوئی ان کے وجود کا حصہ اندھیرا نہیں تھا مگر خدا نے ان کو جتنا ظرف دیا تھا وہ بھر گیا اس ظرف کو بھرنے میں انکو نسبتاً آسانی تھی کم محنت کرنی پڑی اس لئے جزا سزا کا مضمون بھی اسی طرح جاری ہے انصاف کے ساتھ۔ زیادہ دیا تھا تو زیادہ محنت کے تقاضے بھی تو پورے کرنے پڑے۔ اور جس نے سب تقاضے پورے کر دیئے اپنے ظرف کے مطابق بعینہٖ اس کی طاقتوں کے مطابق اس پر بوجھ ڈالا گیا۔ لیکن جو فرق ہے وہ نمایاں فرق ہے۔ بہت سے اور پہلو بھی ہیں فی الحال میں ان کا ذکر چھوڑ رہا ہوں۔

آخر پہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کا خلاصہ یوں نکالتے ہیں میں مضمون جو نور کے تھے بیان کروں گا لیکن اس موقع پر کیونکہ مضمون وہاں تک پہنچ گیا ہے جہاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تحریر کا پڑھنا عین مناسب حال ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"وجود مبارک حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم میں کئی نور جمع تھے سو ان نوروں پر ایک اور نور آسمانی جو وحی الٰہی ہے وارد ہوا اور اس کے وارد ہونے سے وجود باجود خاتم الانبیاء کا مجمع الانوار بن گیا۔"

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
MTV AHMADIYYA
SKY
TV ASIA

VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD.
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.

S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TEL: 01276-20916 FAX: 01276-678 740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

وہ حوالہ ایک اور بھی ہے جو اس موقع پر بہت ہی برمحل چسپاں ہو رہا ہے لیکن اس وقت اس کی تلاش میں دقت پیش آرہی ہے شاید اللہ کا منشاء یہی ہے کہ باقی مضمون کو آگے بڑھانے کے بعد پھر آخر پر ہی اس کو پیش کروں۔ اب وقت بھی چونکہ ختم ہو رہا ہے اس لئے میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں اور یاد دلانا چاہتا ہوں کہ یہ جتنی باتیں میں نے کہی ہیں یہ گذشتہ رمضان کے حوالے سے کہی ہیں۔ ابھی وقت ہے کہ ہم ہاتھوں سے جاتے ہوئے رمضان کا جتنا حصہ روک سکتے ہیں روک لیں اور دامن پکڑیں کوشش کریں کچھ تو ہاتھ آجائے۔ اس لئے یہ وقت سوچ میں اور فکر میں اور نفس کے مطالعہ میں اور کھوج میں خرچ کریں کہ رمضان آیا تھا، چلا بھی گیا۔ کچھ دقتیں لے کے آیا کچھ سہولتیں باقی چھوڑ گیا مگر دقتوں نے کچھ ایسی سہولتیں بھی عطا کی ہیں جو دائمی ہو چکی ہیں۔ جن کے نتیجے میں آپ کہہ سکتے ہوں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے کچھ ایسا تعلق قائم کرلیا ہے جو اب مجھ سے وفا کرے گا مجھے کبھی چھوڑ کے نہیں جائے گا۔ اگر اس مضمون پر غور کریں اور ہاتھ کچھ نہ آئے جیسے خالی برتن لے کے داخل ہوئے تھے ویسے خالی برتن ہو کے نکلے ہیں۔ اگر آپ کے غصے پر کنٹرول اتنا نہیں ہے ویسے ہی ہے جیسے پہلے تھا۔ یعنی کوئی اس میں فرق نہیں پڑا۔ اگر نفس کی پیروی سے رکنے کی مزید طاقتیں نصیب نہیں ہوئیں، اگر نیکی کا ایسا لطف نہیں آیا کہ اور نیکیاں کرنے کو جی چاہنے لگے اور جو نیکیاں ہوگئیں ان کو چھوڑنے کو دل نہ چاہے بلکہ رستے تلاش کریں کہ میں پھر دوبارہ ایسی ہی نیکیاں کروں، یہ مضامین ہیں جن پر غور کرنے سے آپ حقیقت میں اس دکاندار کی طرح ہوں گے جو سارا دن کی کمائی کے بعد رات کو بیٹھتا ہے رات کے چراغ جلاتا ہے، دیکھتا ہے کہ کیا پایا اور کیا کھویا اور جو نہیں کرتا اس کو کچھ پتہ نہیں چلتا۔

پس میں نہیں پسند کرتا کہ جماعت غافلین کی جماعت ہو۔ ہم نے دنیا میں بہت سے ایسے کام کرنے ہیں جن کی توفیق غافلوں کو مل نہیں سکتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھو "سراجاً منیراً" کی تعریف کے ساتھ داعی الی اللہ کے مضمون کو جیسا کہ قرآن نے فرمایا باندھ کر نمایاں طور پر دکھایا ہے۔ داعی الی اللہ کے لئے سراج منیر ہونا ضروری ہے۔ اس داعی الی اللہ کے لئے سراج منیر ہونا ضروری ہے جو سب دنیا کو بلا رہا ہے جو سب دنیا کو روشنی کی طرف بلاتا ہے روشنی دے گا تو بلائے گا نا۔ جس کی اندھیروں تک رسائی ہی نہیں ہے وہ کیسے وہاں سے لوگوں کو کھینچ کر روشنی کی طرف نکالے گا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم داعی الی اللہ بنائے گئے اس لئے اللہ فرماتا ہے سراجاً منیراً بنائے گئے۔ طبعی تقاضا تھا دعوت الی اللہ کا۔

ہماری جماعت آج یہ دعویٰ کر رہی ہے کہ ہم داعی الی اللہ بنائے گئے ہیں تمام دنیا کے انسانوں کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے نور سے منور کرنے کے لئے۔ اب دامن میں کچھ نور ہوگا تو لے کے چلیں گے نا۔ اور کچھ نہیں تو اپنے رومال میں جگنو ہی اکٹھے کر لئے ہوتے۔ وہ کچھ روشنیاں چھوٹی چھوٹی جو چمکتی بھی ہیں اور بجھ بھی جاتی ہیں مگر اگر زیادہ اکٹھی ہو جائیں تو اس سے بھی کچھ رستہ دکھائی دینے لگتا ہے۔ تو نور کی تلاش کریں۔ جب داعی الی اللہ بنیں گے اور نور کو محفوظ کریں اور اس نور کو پھر چمکائیں اور صیقل کریں تاکہ آپ کے آگے آگے بھاگے جیسا کہ قرآن کریم فرما رہا ہے آپ کا رستہ بھی صاف کرے اور دشمن بھی دیکھے تو جان لے کہ نجات اسی میں ہے کہ اس صاحب نور کے ساتھ چلیں۔ جب اندھیرے گھیر لیں، رستے خطرناک ہوں تو کوئی ایک صاحب چراغ بھی ہو سب اکٹھے ہو کر اس کے پیچھے چلتے ہیں اسی کا دامن پکڑتے ہیں اس کے ساتھ قدم بہ قدم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں ورنہ خود اپنا نقصان ہے۔ تو ایسے چمکتے ہوئے نورانی وجود کے طور پر دنیا کے سامنے ابھریں جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے سراج منیر کا کچھ حصہ موجود ہو۔

سراج منیر کا لطف یہ ہے کہ سراج منیر ہر نور پیدا کرتا ہے۔ وہ شمع جو جلائی جاتی ہے وہ بھی سورج کے نور سے بنی ہوئی ہے۔ وہ تیل جس کی طاقت سے ہوائی جہاز اڑائے جاتے ہیں اور بڑے بڑے کارخانے قائم کئے جاتے ہیں وہ بھی سراج منیر سے بنا ہوا ہے اور سراجاً منیراً کی آگ سے نہیں سراجاً منیراً کی روشنی سے۔ میں پہلے بھی یہ مضمون آپ پر کھول چکا ہوں میں صرف حوالہ دے رہا ہوں اس حوالہ کو ذہن میں یاد رکھیں کہ نور الٰہی ہے جو سورج میں بھی چمکا ہے اور سورج اس نور کا پردہ ہے خود نور الٰہی بذات خود نہیں ہے۔ لیکن وہ پردہ چمک اٹھا ہے نور الٰہی سے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم وہ نور کا پردہ ہیں جس میں خدا اس شان سے چمکا ہے کہ گویا وہی خدا دکھائی دینے لگے۔ یہ مضمون ہے اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس سراجاً منیراً سے کچھ نور مانگیں۔ اپنی جھولی اس کے آگے پھیلائیں۔ اس نور سے اپنا کوئی گوشہ تو منور کریں۔ اگر پیار اور محبت سے آپ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا نور مانگا اور اپنایا تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ نور اپنے اردگرد بھی نور کے لئے جگہیں پیدا کرنا شروع کردے گا اس نور میں بڑھنے کی صلاحیت ہے اس نور میں پھیلنے کی صلاحیت ہے اور پھر آپ کا سفر حقیقت میں زندگی اور نور کا سفر ہوگا پھر آپ کا سفر بے ثمر نہیں رہے گا۔

دعوت الی اللہ کے پھل جب ایسے داعین الی اللہ کو لگتے ہیں جو نور کی روشنی لے کر چلتے ہیں تو اس نور سے وہ بھی حصہ پاتے ہیں ورنہ بسااوقات اندھی تبلیغ سے بھی کچھ لوگ احمدی ہو جاتے ہیں اسلام قبول کر لیتے ہیں مگر وہ بھی مردہ مردہ سے رہتے ہیں، ان میں جان نہیں پڑتی۔ آپ وہ نئے ہونے والے مسلمان بنائیں آپ وہ نئے ہونے والے احمدی پیدا کریں جو آپ کے نور سے منور ہوں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے نور کا ایک جلوہ ہے اور آپ کی زندگی ان میں بھی جھلکنے لگے۔ آپ کی قربانی کی روح ان کے دل میں بھی دھڑکنے لگے۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ اس کے بغیر دنیا زندہ نہیں ہو سکتی۔ اس کے بغیر اس دنیا کے اندھیرے تبدیل نہیں ہوسکتے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

ورزش کیجئے

(ڈاکٹر محمد احمد اشرف۔ فضل عمر ہسپتال ربوہ)

انسانی صحت برقرار رکھنے کے لئے باقاعدگی سے ورزش کرنا نہایت مفید ہے۔ ہائی بلڈ پریشر کے بعض مریضوں کو یہ خیال ہوتا ہے کہ اگر ہم ورزش کریں گے تو بلڈ پریشر میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔ حالانکہ جدید تحقیقات کی روشنی میں یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی۔ افریقن نژاد امریکیوں میں بلڈ پریشر کی بیماری اور اس کی پیچیدگیاں بہت زیادہ پائی جاتی ہیں۔ حال ہی میں اس بارہ میں ایک تحقیق کی گئی اور ۳۵ سے ۷۶ سال کے ۴۶ مردوں کو جنہیں ہائی بلڈ پریشر کی بیماری تھی اس تحقیق میں شامل کیا گیا۔ جس میں سے ۲۳ مردوں کو صرف بلڈ پریشر کم کرنے والی ادویات دی گئیں اور باقی ۲۳ مردوں کو صرف بلڈ پریشر کم کرنے والی ادویات دی گئیں اور باقی ۲۳ کو ادویات کے ساتھ ساتھ ہفتے میں تین روز اچھی مناسب ورزش کرنے کا مشورہ دیا گیا۔ ۱۶ ہفتے بعد جو جائزہ سامنے آیا اس کے مطابق صرف ادویات استعمال کرنے والے مریضوں کے بلڈ پریشر میں معمولی اضافہ تھا۔ لیکن اس کے برعکس ادویات کے ساتھ ساتھ ورزش کرنے والے مریضوں کے ڈایاسٹالک (DIASTOLIC) بلڈ پریشر میں قریباً پانچ ڈگری کمی پائی گئی۔ ان کی ادویات میں کچھ کمی کر دی گئی لیکن اس کے باوجود ۳۲ ہفتے کے بعد ان کے بلڈ پریشر میں جو کمی ہوئی تھی وہ برقرار رہی۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ یہ بھی مشاہدہ کیا گیا کہ بلڈ پریشر کی زیادتی کی وجہ سے دل کے سائز اور حجم میں جو فرق آجاتا ہے وہ بھی نمایاں طور پر کم ہوچکا تھا۔

اس تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ ہائی بلڈ پریشر والے مریضوں کے لئے بھی ورزش کرنا نہایت مفید ہے۔ اس سے نہ صرف بیماری کی شدت میں کمی ہو جائے گی بلکہ بلڈ پریشر پر قابو پانے کے لئے ادویات کی ضرورت بھی کم ہوتی جائے گی اور ورزش دل کی حالت بھی معمول پر لانے میں ممد و معاون ہوگی۔

جرمنی میں پیزا (PIZZA) کا کاروبار کرنے والے
احباب کے لئے خوشخبری

ضامن صحت
عمدہ کوالٹی

گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی
اور شنکن کے حصول کے لئے رابطہ فرمائیں

بازار سے بارعایت
ہوم ڈلیوری

جرمن مزاج کے عین مطابق ذائقہ

نوٹ: ہماری مصنوعات صرف گائے کے گوشت سے تیار شدہ ہیں۔
اس بات کی تسلی کے لئے ہماری فیکٹری تشریف لائیں۔

آج ہی رابطہ کیجئے

FIRMA MERZ
MAYBACH STR. 2
69214 EPPELHEIM (GAWEBEGEBIET)
BEI HEIDELBERG
FAX: 06221-7924-25
TEL: 06221-7924-0

محمد صادق جیولرز
MOHAMMAD SADIQ JUWELIER

آپ کے شہر ہمبرگ میں عرب امارات کی دوسری شاخ۔ ہمارے ہاں جدید ترین ڈیزائنوں میں خالص سونے کے زیورات دستیاب ہیں۔ عرب امارات کے بنے ہوئے ۲۲ قیراط سونے کے زیورات گارنٹی کے ساتھ دستیاب ہیں۔ نیز زیورات کی مرمت کے علاوہ ہر قسم کے زیورات آرڈر پر بھی بنوائیں۔ پرانے زیورات کو نئے میں بھی تبدیل کروا سکتے ہیں۔

ہمارے پتہ جات

Hamburg:
Hinter der Markthalle 2
Near, Thalia Theater Karstedt,
20095 Hamburg,
Tel: 040/30399820

Frankfurt:
S. Gilani,
Tel: 069/685893

☆ بقیہ۔ مسیحیت

یہ واقعہ حشر نشر کے طور پر جی اٹھنے کے نظریہ کی واضح اور قطعی طور پر تردید کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ مسیح نے ضروری سمجھا کہ انہیں کسی ابہام کے بغیر واضح طور پر مشاہدہ کرائے کہ میں وہی شخص یعنی مسیح ہوں اور ہوں بھی بعینہٖ اپنے اسی جسم کے ساتھ۔ محض روح کے روپ میں نہیں ہوں۔ اور نہ ہی میں ایسا وجود ہوں جسے زندہ رہنے کے لئے خوراک کی احتیاج نہ ہو۔ اس وقت کی معروضی صورت حال سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ابتدائی زمانہ کے مسیحی عجب گوگو کی حالت میں مبتلا تھے۔ وہ مسیح کے زندہ بچ رہنے کو خفیہ رکھنے کی خاطر دو طرح کی باتیں کرنے پر مجبور تھے۔ جب وہ یہ کہتے تھے کہ مسیح مردوں میں سے جی اٹھا ہے تو انہیں شکی مزاج لوگوں سے بھی واسطہ پڑتا تھا اور وہ کسی مردہ جسم کے دوبارہ زندہ ہو جانے کو احمقانہ نظریہ قرار دیتے تھے۔ ایسی صورت میں ابتدائی زمانہ کے مسیحی مجبور ہو جاتے تھے کہ حشر نشر کے رنگ میں زندہ ہونے کا سہارا لیں کیونکہ اس کی فلسفیانہ اور منطقی توجیہہ پیش کی جاسکتی تھی۔ کرنتھیوں کے نام پولوس کا خط خاص طور پر بیک وقت دو کشتیوں میں پاؤں رکھنے کی حالت گوگو کا مطالعہ کرنے کا بہترین موقع فراہم کرتا ہے۔

واقعہ صلیب کے بعد مسیح کے متعلق ابتدائی مسیحیوں کے بیانات کا جائزہ لینے سے امر واقعہ کی دو صورتیں ابھر کر سامنے آتی ہیں جن میں سے ایک ہی قابل قبول قرار پاسکتی ہے۔ وہ مسیح جو واقعہ صلیب کے بعد جلد ہی اپنے شاگردوں اور دوستوں کو نظر آیا، جس نے ان سے باتیں کیں، جو ان کے ساتھ رہا اور جو اکثرو بیشتر رات کی تاریکی میں چلتا اور سفر کرتا ہوا صلیب والے علاقہ سے رفتہ رفتہ دور ہوتا چلا گیا وہ یقیناً ایسا شخص نہیں تھا جو حشر نشر کے طور پر احیائے موتیٰ کے رنگ میں زندہ کیا گیا ہو بلکہ وہ ایک ایسا شخص تھا جو ــ یا تو ــ مردہ جسم میں زندگی کے عود کرنے یا بحال ہونے کی وجہ سے جی اٹھا تھا ــ یا پھر ــ وہ ایسا شخص تھا جو مرا ہی نہ تھا بلکہ معجزانہ طور پر قریب المرگ حالت سے باہر آکر موت کے منہ میں جانے سے بچ گیا تھا۔ وہ موت کے یقیناً اس قدر قریب تھا کہ اس کی حالت یونس نبی کی اس حالت کے مشابہ ہوگئی تھی جو اس کی مچھلی کے پیٹ میں ہوئی تھی۔ اس بارہ میں ہمارے ذہن میں قطعاً کوئی شبہ نہیں ہے کہ مؤخر الذکر صورت ہی ہر لحاظ سے واحد قبول صورت ہوسکتی ہے۔

اس خاطر کہ مسیحی صاحبان ہمارے نقطہ نظر کو آسانی سے سمجھ سکیں میں ایسا ہی یعنی اس سے ملتا جلتا ایک فرضی واقعہ بیان کرتا ہوں۔ فرض کیجئے یہی کہانی زندگی میں حقیقی طور پر آج بھی دہرائی جاتی ہے۔ جو مفروضہ فی الوقت پیش نظر ہے اس کی رو سے کسی شخص کو صلیب دے کر جان سے مارنے کی کوشش کی جاتی ہے اور نتیجتاً اسے مردہ قرار دے دیا جاتا ہے یعنی سمجھ یہ لیا جاتا ہے کہ اس کا کام تمام ہوا۔ بعد میں وہی شخص اپنے بعض ساتھیوں کو گھومتا پھرتا نظر آتا ہے۔ وہ یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اس کے ہڈیوں اور گوشت پوست کے جسم پر صلیب کے نشان بھی موجود ہیں اور ان نشانوں کے ساتھ ہی وہ چل پھر رہا ہے۔ اسے دوبارہ پکڑ کر قانون کی گرفت میں لانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ اسے عدالت میں پیش کرکے استغاثہ کی طرف سے یہ مطالبہ کیا جاتا ہے کہ یہ شخص صلیب دینے کی پہلی کوشش میں کسی نہ کسی طرح موت سے بچ نکلا ہے سو اس کے خلاف جو سزا سنائی گئی تھی اس کے حتمی اور یقینی نفاذ کے لئے اسے ایک دفعہ پھر صلیب دی جائے۔ وہ شخص آگے آتا ہے اور اپنا دفاع کرتے ہوئے اپنے استدلال کی بنیاد اس بات پر اٹھاتا ہے کہ وہ یقیناً صلیب پر ایک دفعہ مر گیا تھا اور اس طرح قانون اور انصاف کے تقاضا کو پورا کرکے اس کا مقصد من کل الوجوہ حاصل کرلیا گیا تھا۔ لیکن خدا کے ایک خاص اقتداری حکم کے تحت وہ مردوں میں سے پھر جی اٹھا ہے۔ موت کے پہلے فیصلہ کو اب دوبارہ نافذ نہیں کیا جاسکتا۔ پہلی زندگی ختم ہو جانے کے بعد وہ نئی مہلت عطا ہونے پر دنیا میں ایک نئی زندگی گزار رہا ہے۔ اس نئی زندگی میں اس نے قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کسی جرم کا ارتکاب نہیں کیا ہے۔ اگر عدالت اس کے اس مؤقف کو تسلیم کر لیتی ہے تو ظاہر ہے اسے ایک ایسے جرم کی دوبارہ سزا نہیں دی جائے گی جس کا بھگتان وہ پہلے ہی بھگت چکا ہے۔

اگر ایک عیسائی ملک میں ایک عیسائی جج اور جیوری کے عیسائی ارکان کے سامنے ایک ایسا ہی مقدمہ پیش ہونے کا واقعہ رونما ہوتا ہے تو سوچنے والی بات یہ ہے کہ آج کی دنیا میں کتاب کا ایک قاری کیا رائے قائم کرے گا، اس بارہ میں کہ وہ جج یا جیوری کے ارکان کیا فیصلہ دیں گے یا یہ کہ انہیں کیا فیصلہ دینا چاہیئے؟ جس شخص کے خلاف مقدمہ کی سماعت ہو رہی ہے اگر اس کے مؤقف کو رد کر دیا جاتا ہے اور اس کے خلاف علی الاعلان یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ اسے دوبارہ صلیب پر لٹا کر موت کے گھاٹ اتار دیا جائے تو کن بنیادوں پر اور کیسے اس فیصلہ کو منصفانہ قرار دیا جائے گا؟

یہ امر ظاہر و باہر ہے اور اسے عقل سلیم کی پوری پوری تائید حاصل ہے کہ جج کوئی بھی ہو، عیسائی ہو یا غیر عیسائی اور جیوری کے ارکان بھی صحیح الدماغ ہوں وہ اس مؤقف کو کہ ملزم ایک دفعہ مر جانے کے بعد دوبارہ جی اٹھا ہے، پرکاہ کے برابر بھی وقعت نہیں دیں گے اور ان کا فیصلہ یہی ہوگا کہ ملزم مذکور کا مؤقف ناقابل قبول ہے اس لئے اسے دوبارہ صلیب دی جائے۔ ایسا فیصلہ کلیسیائی، مذہبی، نسلی اور لسانی تعصبات سے یکسر بالا ہوگا اور آفاقی نوعیت کا حامل ہوگا۔ سچ بات یہ ہے کہ کوئی شخص بھی جس کے ہوش و حواس درست ہوں اور جو ہر طور سمجھ بوجھ کا مالک ہو وہ اس فیصلہ کے سوا کوئی اور فیصلہ دے ہی نہیں سکتا۔ الغرض انسانی فہم و ادراک کی آفاقی ہم آہنگی جی اٹھنے اور زندہ ہو جانے کے مؤقف کو مسترد کردے گی اور یہی فیصلہ دے گی کہ وہ کسی نہ کسی طرح موت سے بچ نکلنے میں کامیاب ہوگیا تھا۔ بعینہٖ یہی کچھ یسوع مسیح کے معاملہ میں بھی ہوا۔ نہ یہ مردہ جسم کے جی اٹھنے کا معاملہ تھا اور نہ یہ معاملہ تھا حشر نشر کے رنگ میں دوبارہ جی اٹھنے کا۔ بلکہ جیسا کہ عقل عمومی کا تقاضا ہے یہ محض موت سے بچ نکلنے کا واقعہ تھا۔

مسیح کے مردہ جسم کے زندہ ہو جانے کو مسیحیت کی بقا کے لئے بےانتہا اہم قرار دیا جاتا ہے۔ اس مسئلہ کی اس قدر اہمیت کے پیش نظر ہر کسی کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ اس اہمیت کے پس پردہ کارفرما اصل وجوہات کا پتہ لگائے۔ ان وجوہات کا پتہ لگانا اس لئے بھی ضروری ہے کہ یہ امر ظاہر و باہر ہے کہ یہ سارے کا سارا واقعہ اپنے جملہ مشمولات کے ساتھ منطق سے یکسر عاری ہے۔ آخر خدا کا ایک نام نہاد بیٹا ایک دفعہ انسانی جسم کے پنجرہ سے آزاد ہونے کے بعد اس قیدخانہ میں دوبارہ جا داخل ہونے کو کیوں ترجیح دے؟ اس امر کو کہ وہ واقعی مرگیا تھا اور یہ کہ اس کا مردہ جسم دوبارہ زندگی سے ہمکنار ہوگیا تھا شبہ سے مبرا کس طرح قرار دیا جاسکتا ہے؟ اس پہلو پر ہم پہلے بھی کافی حد تک غور کر چکے ہیں۔ انہیں نکات کو دہرانا اور ان پر زور دینا فی الوقت میرے مدنظر نہیں ہے۔ البتہ میں اس تعلق میں کتاب کے قاری کی توجہ ایک بہت اہم سوال کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

وہ سوال یہ ہے کہ ایسے نامعقول خیال نے مسیحی دینیات میں جڑ کیوں پکڑی؟ اور مسیح کے بعد چند صدیوں کے اندر اندر اس نامعقول خیال نے عیسائی اعتقادات کی عمارت کے ستونوں میں سے ایک ایسے مرکزی ستون کی شکل کیوں اختیار کی کہ اس کے قائم رہے بغیر عیسائی دینیات کی پوری کی پوری عمارت دھڑام سے زمین پر آرہتی ہے؟ ہمیں اس کے لئے ابتدائی زمانہ کے مسیحیوں کے ذہنوں میں جھانک کر اور ان میں اتر کر اصل حقیقت کا پتہ لگانا ہوگا۔ وہ دراصل اس وقت کے معروضی حالات کی وجہ سے عجب گوگو کی حالت میں تھے اور جو الجھن انہیں درپیش تھی اس کا انہیں کوئی حل نظر نہ آ رہا تھا۔ وہ یہ کہہ نہیں سکتے تھے کہ مسیح کو صلیب پر سے زندہ اتار لیا گیا تھا ورنہ پکڑ دھکڑ کا سلسلہ پھر شروع ہو جاتا۔ انہوں نے حالات کو موڑنا اور انہیں ایک اور ہی سانچہ میں ڈھالنا شروع کیا۔ اس کوشش میں رفتہ رفتہ مسیحیت کو ایک ایسی شکل دے دی گئی جو حقیقت سے بہت مختلف تھی۔ ان کی اصل الجھن اور مشکل کو جان لینے سے مسیحیت کے بننے اور بگڑنے کے عمل کو زیادہ گہرائی میں جا کر سمجھنا ہمارے لئے آسان ہو جائے گا۔ اس ضمن میں وہ ٹھوس حقیقت جس پر توجہ کو مرکوز کرنا ضروری ہے محض یہ ہے کہ اگر مسیح (علیہ السلام) فی الواقعہ صلیب پر مرگئے تھے تو یہودیوں کی نگاہ میں واضح طور پر جھوٹے اور فریبی قرار پائیں گے۔ یہ تھی وہ الجھن جس میں سے نکلنے کی کوشش میں وہ سرگرداں تھے۔ (باقی آئندہ)

☆ بقیہ۔ خطبہ عیدالاضحیٰ

مسلمین لک و من ذریتنا امۃ مسلمۃ لک" ہم دونوں کو اپنے لئے مسلمان بنا لے۔ یعنی ہماری نیتوں کو اپنے لئے خالص کر لے، ہماری محنتوں کو اپنے لئے خالص کر لے، ہماری زندگی کے لحہ لحہ کو اپنا بنا لے۔ "و من ذریتنا" اور ہماری اولاد کو بھی یہی نعمت، یہی برکت عطا ہو، یہی امتیاز عطا ہو کہ وہ خدا کے لئے ہو چکے ہوں۔ "وارنا مناسکنا وتب علینا" ہمیں ہماری عبادت کے طریق اور قربان گاہیں دکھا، کیسے قربانیاں کی جاتی ہیں، کیسے عبادت کی جاتی ہے۔ اس دعا کے ساتھ ہی دوسری دعا یہ حضرت ابراہیمؑ نے کی "وتب علینا" اس راہ میں کمزوریاں ہو سکتی ہیں۔ تو سکھائے، ہم سیکھنے والے ہوں لیکن حق ادا نہ کر سکتے ہوں تو "تب علینا" ہم سے نرمی، رحمت اور شفقت کا سلوک فرمانا اور ہمیں توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمانا اور اس توبہ کو قبول کر لینا۔ "تب علینا"

اب یہ عجیب بات ہے کہ توبہ کرنے کا کہیں ذکر نہیں ہے "تب علینا" کا ذکر ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ابراہیم کی ذات میں یہ بات داخل تھی، آپ کی سرشت میں یہ بات داخل تھی کہ خدا کے بتائے ہوئے طریق پر جب چلتے تھے تو ہر وقت توبہ و استغفار کرتے رہتے تھے کہ کہیں کوئی کمی رہ گئی ہو تو اللہ تعالیٰ اس سے صرف نظر فرمائے۔ اور وہ توبہ جو ابراہیم کی صفات میں، آپ کی ذات میں داخل ہو چکی تھی اس کا ذکر الگ کرنے کی بجائے یہ کر دیا "تب علینا" ہماری توبہ قبول کرتے ہوئے ہم پر جھک جانا "انک انت التواب الرحیم" تو تو بہت زیادہ توبہ قبول فرمانے والا ہے۔ یہاں بھی زور اللہ تعالیٰ کی شان توابی پہ دیا گیا ہے اپنی توبہ کا ذکر بھی نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ انسان کی توبہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے اگر خدا توبہ قبول کرنے والا نہ ہو۔ اور خدا کی توبہ قبول کرنے کی شان یہ ہے کہ وہ جھکتا ہے اور ایک قسم کا بندے کے لئے انکسار دکھاتا ہے اس کے درجے پر اتر آتا ہے اور پھر توبہ کو قبول کرتا ہے ورنہ توبہ میں یہ طاقت نہیں کہ اٹھ کر ایسی رفعت اختیار کرے کہ گویا خود خدا کے دروازے کھٹکھٹائے۔ پس توبہ کی قبولیت کا خدا کے جھکنے سے ایک گہرا تعلق ہے۔ اسی لئے تواب خدا کا نقشہ قرآن کریم میں ملتا ہے یعنی وہ خدا جو بار بار بندے پر جھک جانے والا ہے اور اس کی توبہ کو قبول فرمانے والا ہے۔ تو "تب علینا انک انت التواب الرحیم" تو تو ہے ہی توبہ قبول کرنے والا۔ کیسے ہوگا کہ تو توبہ قبول نہ کرے۔ ہم عرض تو کرتے ہیں مگر اس ذات سے کرتے ہیں جو بہت توبہ قبول فرماتا ہے۔ یہ سب کچھ کہنے کے بعد اب مطلب کی بات آتی ہے۔ اندر کی بات خوب کھل جاتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ تیاریاں کیوں کر رہے تھے، کیا مقصد تھا ان سب باتوں کا، ان سب دعاؤں کا بالآخر مقصود کیا تھا۔ "ربنا وابعث فیھم رسولا منھم" ابراہیم جو رسول بنائے گئے تھے جسے ابوالانبیاء بھی کہا گیا وہ کہتے ہیں کہ اصل رسول تو بعد میں آنے والا ہے۔ وہ رسول جس کا میری اولاد میں سے ہونے کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ پس اے میرے آقا وہ رسول مبعوث فرما دینا جس کے بعد پھر سارے کام اسی کے سپرد ہونگے کہ تمام گزشتہ انبیاء تاریخ کی کہانیاں بن جائیں گے۔ ذکر خیر تو چلے گا مگر بنی نوع انسان کے مصالح میں ان کا کوئی دخل نہیں رہے گا۔ پس وہ آخری رسول مبعوث فرما جس کی ذات میں سب رسالتیں ہیں، جس کے قدموں سے تمام ترفیض ہمیشہ کے لئے وابستہ ہو چکے ہونگے۔ وہ رسول مبعوث فرما جس کے نتیجے میں یہ گھر واقعتہً "للناس" بن جائے گا اور تمام بنی نوع انسان کے مقاصد اور مصالح اس گھر سے وابستہ ہو جائیں گے۔ وہ رسول مبعوث فرما جس کے بعد اس گھر میں تمام دنیا سے، کونے کونے سے، کالے اور گورے، سرخ اور زرد، مشرقی اور مغربی، شمالی اور جنوبی، کشاں کشاں ہر سال کھنچے چلے آئیں گے۔ وہ "مثابۃ" ہوگا اور امن کی جگہ ہوگی۔ وہ رسول مبعوث فرما جس کے ساتھ خانہ کعبہ کے تمام تر مقاصد وابستہ ہیں۔ (باقی آئندہ انشاء اللہ)

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے
کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

خریداران الفضل سے گزارش

کیا آپ نے نئے سال کا چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟
اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں اس کی ادائیگی فرما کر رسید حاصل کریں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع کریں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینجر)

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۶۷)

ایکونائیٹ اور بیلاڈونا کی علامات اور خواص کا تذکرہ

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ۶ مارچ ۱۹۹۵ء کو سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بیان فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

لندن: (۶ مارچ ۱۹۹۵ء) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں آج ہومیو پیتھی کی کلاس میں ایکونائیٹ، بیلاڈونا اور بعض دوسری ادویہ پڑھائیں اور ان کے خواص اور استعمالات بیان فرمائے۔

ایکونائیٹ
(ACCONITE)

حضور انور نے ایکونائیٹ کے بارے میں فرمایا کہ اس کا میں اتنی دفعہ ذکر کرچکا ہوں کہ لگتا ہے کہ جیسے یہ آپ کو پڑھا چکا ہوں۔ آپ لوگ بھی شاید یہی سمجھتے ہوں گے۔ ایک خاتون نے کہا کہ مجھے اس کا یہ فائدہ ہوا ہے کہ جب بھی بچوں کو ذرا سا زکام کا آغاز ہوا میں نے فوراً ایکونائیٹ دے دی۔ اس کا بڑا فائدہ ہوا۔ سارا سیزن سردیوں کا گزر گیا ہے مگر کسی بچے کو زکام نہیں ہوا۔

ایک سوال کیا گیا کہ یہ دوا کیا صرف زکام کے لئے ہے یا بخار اتارنے کے لئے بھی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ہر مرض کے آغاز میں جبکہ مرض نے بیٹھ کر ابھی قبضہ نہ کیا ہو۔ جو ابتدائی علامتیں ہوتی ہیں اس میں ایکونائیٹ چوٹی کی دوا ہے اور دوہرائی جائے تو بہت ہی مؤثر ہے اور جب کچھ مرض اور آگے بڑھ جائے تو بیلاڈونا آغاز ہی کی دوا ہے اور بہت مؤثر ہے۔

ایک خاتون نے بتایا کہ پچھلے دنوں ان کا گلا سخت خراب ہوگیا وہ سوچ رہی تھیں کہ اینٹی بائیوٹک شروع کریں یا نہ کریں۔ پھر انہوں نے بیلاڈونا کی تین گولیاں کھائیں اور اگلے دن گلا بالکل ٹھیک ہوگیا۔

حضور نے فرمایا ایکونائیٹ کی جو خاص بات ہے اس میں ایک تو اچانک پن بیلاڈونا کا سا پایا جاتا ہے۔ دوسرے اس میں خوف بہت ہے۔ خوف کا اگر انتظار کریں کہ ظاہر ہو تب دوا دیں گے تو آپ ایکونائیٹ کے دوسرے فوائد سے محروم ہو جائیں گے اس لئے انتظار نہ کریں۔ خوف ہو یا نہ ہو آغاز میں ایکونائیٹ اچھا کام کرے گی لیکن اگر کسی بیماری میں خوف کا عنصر نمایاں ہوں تو پھر یہی دوا ہے۔

آغاز میں جبکہ بیماری پوری طرح کرانک نہ بنی ہو۔ ایکونائیٹ کو پہچاننا ہو تو سلفر کو یاد رکھیں۔ سلفر کی جو علامات مستقل لمبی بیماریوں میں ملتی ہیں وہ عارضی اور تیزی کے ساتھ ایکونائیٹ میں ملتی ہیں۔ سلفر کو ایکیوٹ بنادیں اور اس میں خوف داخل کردیں تو ایکونائیٹ بن جاتی ہے لیکن تمام تر نہیں مثلاً سلفر کو بھی سردی سے تکلیفیں ہوتی ہیں مگر رفتار اس کی آہستہ ہوتی ہے۔ ایکونائیٹ میں خشک سردی لگے تو تیزی اور شدت سے بیماری بڑھتی ہے اور خوف بھی ہوتا ہے۔

آرسنک میں بھی خوف ہوتا ہے لیکن آرسنک میں خاص بےچینی ہے اور پیاس بھی خاص قسم کی، مریض بار بار لب تر کرتا ہے۔ ایسی صورت میں آرسنک اپنی پہچان آپ ہے۔ لیکن ایکونائیٹ میں خوف ہے لیکن وہ بےچینی نہیں اور بیلاڈونا میں بھی خوف ہوتا ہے۔ اکثر تو بیلاڈونا خاموش اور بےپرواہ اور بےنیاز مریض ہوتا ہے لیکن برداشت نہیں کرسکتا کہ اس سے بات کی جائے کسی قسم کی ٹھوکر لگے، آواز آئے لیکن اس کا جو خوف ہے وہ ظاہر نہیں ہوتا۔

ایکونائیٹ کا خوف مریض کو ہراساں کردیتا ہے وہ بیان کرتا ہے اور بیلاڈونا میں اندر اندر ہی خوف سا رہتا ہے۔ خوابیں بےہودہ سی آنے لگتی ہیں۔ دماغ کو چڑھتا ہے۔

اچانک پن اور تشدد ایکونائیٹ اور بیلاڈونا میں قدر مشترک ہیں لیکن خوف ایکونائیٹ کو الگ کردیتا ہے۔

بیلاڈونا کی طرح کی غیر معمولی حساسیت بھی ایکونائیٹ میں نہیں پائی جاتی۔ بیلاڈونا میں پائی جاتی ہے۔

انفلوئنزا میں، ایکونائیٹ ہر قسم کی انفیکشن میں بھی کام آتا ہے۔ فلو اور وائرس وغیرہ جب بھی اٹیک کریں اس میں ایکونائیٹ کام آتا ہے۔ چاہے گردے پر حملہ کریں تو پیشاب بار بار آئے گا۔ بےچینی اور چیز ہے وہ ہلکی سی ہوتی ہے۔ ایکونائیٹ اور بیلاڈونا میں جب گردے پر حملہ ہو تو سرخ رنگ کا خون آنے لگتا ہے جو بہت تیزی سے بڑھتا ہے اور جب ٹھیک ہونے لگتا ہے تو ایک دم دنوں میں ٹھیک ہو جاتا ہے جیسے کچھ تھا ہی نہیں۔

ایکونائیٹ میں ایک چیز ہے جو رسٹاکس میں بھی ملتی ہے۔ وہاں مرطوب گیلے موسم میں خواہ وہ گرم ہو اس میں ایکونائیٹ میں طبیعت زیادہ خراب ہوتی ہے۔

ربوہ میں نے ایک چیز دیکھی کہ برسات میں جو پیچش ہو جایا کرتی تھی اس میں خوف اور خون اکثر جلدی آ جاتا ہے۔ یہ جو کہتے ہیں گرم مرطوب موسم اس موسم کی جو انتڑیوں کی خرابیاں ہیں اس میں خصوصیت سے ایکونائیٹ بہت اچھا کام کرتا ہے۔

ایکونائیٹ کے چکر خوف سے بھی آنے لگ جاتے ہیں۔

اوپیم کا بھی خوف سے تعلق ہے۔ اوپیم میں کرانک اثرات خوف کے ہیں۔ اس میں اوپیم بہت اچھی دوا ہے۔

آنکھوں میں انفلیمیشن اگر اچانک پیدا ہو تو ایکونائیٹ اور بیلاڈونا دونوں ہی ذہن میں آنی چاہئیں۔ انتظار کرنے کی بجائے دونوں کو اکٹھا استعمال کرکے میں نے دیکھا ہے۔ کوئی بھی ایک دوسرے پر بداثر نہیں ڈالتی۔ ایکونائیٹ بھی اپنا پورا اثر ڈالتا ہے اور بیلاڈونا بھی۔ اگر اس کو روٹین بنا لیا جائے تو کوئی نقصان نہیں ہے۔ سوائے بعض کیسز کے جہاں بیلاڈونا کی علامتیں بالکل الگ ہوں۔ وہاں ایکونائیٹ دینے کی ضرورت نہیں۔

آنکھوں کی سوجن

اس میں آنکھوں کی جو سوجن ہے اس میں ڈسچارج کوئی نہیں ہوتا۔ ایکونائیٹ میں خشک سوجن ہے لیکن بیلاڈونا، ایکونائیٹ کے مقابل پر زیادہ لمبا اثر دکھاتی ہے۔ کچھ عرصے کے بعد اس میں ہلکا سا ڈسچارج شروع ہو جاتا ہے لیکن آغاز دونوں کا ایک جیسا ہے۔

یوفریزیا میں تو شروع ہی سے شدید آنکھوں کی سرخی پانی تیزی سے بہتا ہے جو خراش کرتا ہے ساتھ ساتھ ڈیویلپ نہیں ہوتا۔ یہ ایکونائیٹ اور بیلاڈونا کی علامات ہیں۔

بیلاڈونا عموماً اکیلا ہی کافی ہو جاتا ہے۔ یہ لمبے عرصے تک کام کرتا ہے لیکن ایکونائیٹ اگر وقت پر نہ دی جائے آنکھ کی تکلیف میں پھر یہ سلفر کا کیس بن جائے گا۔

خشک کان درد

اسی طرح کان کی درد جو خشک اور اچانک آئے ٹھنڈ وغیرہ لگنے سے اس میں وائلنس ہوتی ہے۔ اس میں ایکونائیٹ بہت مؤثر دوا ہے۔ آناً فاناً مریض ٹھیک ہو جاتا ہے۔

ایکونائیٹ میں بھی THROBING ہے بیلاڈونا میں بھی THROBING بہت ہے۔ لگتا ہے جس جگہ درد ہو رہی ہے وہاں دل دھڑک رہا ہے۔ نہ صرف ہاتھ لگانے سے پتہ چل جاتا ہے بلکہ بعض اوقات مریض کو آواز بھی آرہی ہوتی ہے اور درد کے مقام پر دھڑکن نمایاں ہو جاتی ہے۔

شور ناقابل برداشت، موسیقی ناقابل برداشت اور لگتا ہے کہ درد کے مقام کو چیر رہے ہیں۔

اگر نزلہ خشک سردی سے اچانک ہو تو جتنا اچانک آتا ہے اتنا ہی اچانک ایکونائیٹ سے واپس چلا جاتا ہے۔

اس میں بعض دفعہ ایک ایسی علامت ہے جو پلسٹیلا میں بھی دیکھی جاتی ہے۔ ایک کلہ سرخ اور ایک زرد۔ عموماً بچوں میں ہوتا ہے کہ بخار یا تکلیف کا اثر ایک سائیڈ پر ہوتا ہے اور شکلیں بگڑ جاتی ہیں۔ اس میں اگر شروع میں دی جائے تو ایکونائیٹ مؤثر ہے۔

ایک کلہ کو سردی لگ جانے سے دانتوں کو سردی لگ جاتی ہے اس میں بھی ایکونائیٹ اچھی ہے۔ گلے پر تو اکثر لوگوں نے تجربہ کرلیا ہے بہت مفید ہے۔

نزلہ جس صورت میں بھی ہو معدے، انتڑیوں گردے وغیرہ میں اس میں اچانک پن اور تشدد ہوتا ہے اور خون آنے کا رجحان بھی ہو جاتا ہے۔

نزلہ گلے میں گرے تو ایلیئم سیپا۔ پرانا ہو تو نیٹرم کارب ہے اور بھی کئی دواؤں میں ہے۔ پانی کی طرح پتلا ہو تو ایلیئم سیپا زیادہ مفید ہے۔ ACUATE کیس میں۔

جہاں اچانک خون کا رش ہو تو وہاں خون جاری ہونے کا امکان ہے۔ انتڑیوں میں اگر مریض کو جلدی خون آنے لگ جائے اور پیچش کی کوئی ہسٹری نہ ہو۔ بعض اوقات خالص خون آنے لگ جاتا ہے اس میں ایکونائیٹ بہترین علاج ہے۔ فوری دیں۔ اور سردیوں میں بھی ہوسکتا ہے لیکن گرمیوں میں خصوصاً برسات میں اس کے مریض زیادہ ہو جاتے ہیں۔

اگر پیچش یا اسہال میں سبز گھاس کے رنگ کا پاخانہ ہو تو اس میں بھی ایکونائیٹ مفید ہے۔

شاک (SHOCK) کے نتیجے میں اگر پیشاب دب جائے تو اس میں کاسٹکم بہت اچھی دوا ہے۔ بچے کی پیدائش کے وقت جو INJURY ہو جاتی ہے اس کے رد عمل میں ایسا ہو جاتا ہے۔ اس میں کاسٹکم بہت اچھی ہے۔ اگر جذباتی صدمہ پہنچنے سے پیشاب بند ہو جائے تو فوری طور پر ایکونائیٹ دیں۔ کسی عزیز کی وفات یا مالی صدمہ ہو تو ابتدائی شاک میں اکثر ایکونائیٹ کیس کو پیچیدہ بننے سے بچا لیتی ہے۔

بعض ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ عورتوں کو ایکونائیٹ مردوں سے زیادہ مؤثر ہوتی ہے لیکن عورتوں کی بیماریوں میں UTERUS پر سوزش ہو جائے یا اووری پر ہو جائے، RIGOROUS EXCITABLE عورتیں ہوں ان کو اندرونی تکالیف میں اگر آغاز میں ایکونائیٹ دے دیں تو اللہ کے فضل سے آگے بڑھنے سے رک جاتی ہیں۔

شدید قسم کی دردوں میں بیلاڈونا بہت مؤثر ہے لیکن بیلاڈونا اگر کام کرے لیکن بیماری بار بار ہو تو پھر کلکیریا کارب دینی پڑے گی۔ بیلاڈونا کا کرانک سلفر ہی نہیں کلکیریا کارب بھی ہے۔

بیلاڈونا
(BELLADONNA)

اچانک پن اس دوا کا خاصہ ہے جس طرح کہ ایکونائیٹ کا ہے۔ ہر چیز جو اچانک آئے اس میں بیلاڈونا یاد آنا چاہئے اور اس کا اثر تمام ویسکولر سسٹم پر پڑتا ہے۔ دل پر بھی پھیپھڑوں پر بھی اور نروس سسٹم پر بھی۔ بیلاڈونا اپنے اثرات میں ایکونائیٹ سے وسیع ہے۔ انفلیمیشن اس کا خاصہ ہے۔ خصوصیت کے ساتھ پھیپھڑوں میں جگر میں اور دماغ میں انفلیمیشن پیدا کرتا ہے۔ انتڑیوں میں بھی انفلیمیشن پیدا ہوتی ہے۔ بیلاڈونا کی جو گروپ علامات ہیں ان میں خوف نمایاں ہے لیکن اس کا اظہار نہیں ہوتا بعض دفعہ بےچینی کا اظہار مریض کرتا ہے لیکن وہ بھی دبے لفظوں میں۔ اس کا مریض زیادہ بولنا تو پسند ہی نہیں کرتا۔ سوائے اس کے کہ سوتے میں ڈراؤنی خوابوں سے چیخ مار کر اٹھ کھڑا ہو وہ الگ بات ہے۔ عام طور پر چادر لے کر الگ پڑا رہنے والا مریض۔ ہلکی سی آواز، ہلکا سا پاؤں لگ جانا، روشنی یہ اسے تکلیف پہنچاتی ہیں۔ اس میں اچانک تکلیفوں میں جلد کی حساسیت کا اضافہ کرلیں۔ جلد اتنی حساس ہو جاتی ہے (اس خاص جگہ) کہ ہلکا سا کپڑا لگ جانے سے بھی شدید درد ہوتی ہے اور بہت تیز سرخی اس جگہ جو ماؤف ہو۔ حرکت سے تکلیف ہے۔ گرمی کا احساس تو بیلاڈونا میں اتنا زیادہ ہے کہ سوائے ایک دو اور دوائیوں کے کسی میں اتنا نہیں۔ بیلاڈونا کا مریض کہتا ہے مجھے آگ لگی ہے گرمی لازمی ہے۔ اس کے بغیر بیلاڈونا کا کوئی استعمال نہیں۔ جگر گردے میں آگ کی کیفیت۔

تشنج CONVULSION اس کا خاصہ ہے۔ بیلاڈونا میں خون جہاں رش کرتا ہے وہاں SPASM پیدا کرتا ہے۔ سوتے میں جھٹکے بھی لگتے ہیں اس میں اگر معدہ اور نروس سسٹم اکٹھے متاثر ہوئے ہوں تو اس میں گرائینڈیلیا بہت اچھا کام کرتی ہے۔ بیلاڈونا میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے۔ بیلاڈونا میں زیادہ وائلنس ہے اور سارے جسم کو جھٹکا لگتا ہے۔ گرائینڈیلیا میں یوں لگتا ہے جیسے دل کو اچانک جھٹکا لگا ہے اور سارے جسم پر جھٹکا نہیں ہے۔ بیلاڈونا کا مریض سوتے میں جھٹکے سے اٹھ جاتا ہے۔ ایک خوراک بیلاڈونا کی دیں تو بعض اوقات پانچ منٹ میں تکلیف دور ہو جاتی ہے۔ جتنی تیزی سے تکلیف آتی ہے اتنی ہی تیزی سے دور ہو جاتی ہے۔

اس کی ہر مرض میں چار باتیں۔

۱۔ اچانک پن۔
۲۔ جلن۔
۳۔ گرمی کا احساس۔ یہ انفلیمیشن کی وجہ سے ہوتا ہے۔
۴۔ آواز یا حرکت سے تکلیف۔

باقی صفحہ نمبر ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ عیدالاضحیٰ

وہ قربانیوں کا دور جس کا آغاز ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ نے مل کر کیا وہ آئندہ زمانوں میں دو ادوار میں پھیل جانا تھا

ایک اول ابراہیمی دور یعنی حضرت محمدؐ رسول اللہ جو ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آخری تکمیل یافتہ صورت تھے اور دوسرا اسماعیلی دور جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ایک روحانی فرزند نے ان قربانیوں کو از سرنو شروع کرنا تھا۔ اور ان قربانیوں کے دوبارہ شروع ہونے کا آخرین سے تعلق تھا۔ پس یہ وہ خوش نصیب دور ہے جس میں سے ہم اب گزر رہے ہیں۔

(پہلی قسط)

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مندرجہ ذیل آیات کریمہ کی تلاوت فرمائی۔

بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا وَ يَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴿۱۲۶﴾

وَ مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَ لِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۚ وَ مَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱۲۷﴾

لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ﴿۱۲۸﴾

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۹﴾

وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۳۰﴾

(البقرہ. ۱۲۶ تا ۱۳۰)

قرآن کریم کی یہ آیات جن کی میں نے تلاوت کی ہے سورہ البقرہ کی ۱۲۶ تا ۱۳۰ ہیں۔ ان میں جو منظر زندہ کیا گیا ہے یہ وہی منظر ہے جو ہمیشہ زندہ رہنے کے لائق تھا یعنی خانہ کعبہ کی تعمیر نو کا منظر جسے حضرت اقدس ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے بیٹے اسماعیلؑ نے، دونوں نے مل کر از سرنو تعمیر کیا تھا۔ قرآن کریم فرماتا ہے "واذ جعلنا البیت مثابة للناس وامنا" اور وہ وقت جب کہ ہم نے اس گھر کو جو خانہ کعبہ ہے، لوگوں کے لئے بار بار لوٹ کے آنے کی اور امن کی جگہ بنایا اور ابراہیمؑ کو جو مقام اور مرتبہ ہے اسی کو اپنا مصلیٰ بناؤ، اسی کے مطابق عبادت کرو۔ "وعہدنا الیٰ ابراھیم و اسماعیل" اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو تاکیدی نصیحت فرمائی تھی "ان طھرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود" کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں کے لئے اور اعتکاف بیٹھنے والوں کے لئے اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لئے دونوں مل کر پاک صاف بناؤ اور پاک صاف رکھو۔ "واذ قال ابراھیم رب اجعل ھذا بلداً آمناً" اور جب ابراہیم نے کہا کہ اے میرے رب اس جگہ کو ایک امن والے شہر میں تبدیل فرمادے "وارزق اھلہ من الثمرات" اور اس کے رہنے والوں کو پھلوں میں سے عطا فرما یعنی قسما قسم کے پھل عطا فرما۔ "من آمن منھم" ان کو جو ان میں سے ایمان لائیں اللہ پر اور یوم آخر پر "قال ومن کفر فامتعہ قلیلاً" کہ جو ایمان نہ بھی لائیں گے اور اس جگہ آکر ٹھہریں گے اور اس شہر کو آباد کریں گے ان کو بھی کچھ فائدہ تو ضرور پہنچاؤں گا یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو دعا مانگی اس سے کچھ بڑھ کر قبول فرمائی۔ جو ایمان لانے والے ہیں ان کی صورت میں بھی بہت بڑھ کر قبول فرمائی اور جو نہ لانے والے تھے جو اس دائرے میں حضرت ابراہیمؑ نے داخل نہیں فرمائے تھے ان کو بھی تمتع کے ذریعے فائدہ پہنچا دیا یعنی کچھ عرصہ فائدہ اٹھانا "ثم اضطرہ الیٰ عذاب النار" پھر ہر ایسے شخص کو یا گروہ کو میں پھر عذاب نار کی طرف لے جاؤں گا، اسے مجبور کر کے آخر عذاب نار تک پہنچا دوں گا "وبئس المصیر" اور بہت ہی برا انجام ہے۔

"واذ یرفع القواعد" اور وہ وقت بھی یاد رکھنے کے لائق ہے جب ابراہیم بنیادیں استوار کر رہا تھا "من البیت" گھر کی "واسماعیل" اور اسماعیل بھی "ربنا تقبل منا" اے ہمارے رب ہم سے اس چیز کو، اس خلوص بھری محنت کو قبول فرمالے "انک انت السمیع العلیم" یقیناً تو ہی ہے جو بہت سننے والا اور بہت جاننے والا ہے "ربنا واجعلنا مسلمین لک" اے ہمارے رب ہم دونوں کو اب اپنے لئے فرمانبردار بنادے "ومن ذریتنا" اور ہماری اولاد میں سے بھی "امة مسلمة لک" ایک ایسی امت بنا جو تیرے لئے مسلم ہو چکی ہو۔ اور امت مسلمہ جو نام ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی امت کا دراصل اس نام کا آغاز اسی آیت میں ملتا ہے "وارنا مناسکنا" اور ہمیں ہمارے قربانی اور عبادت کے طریق بتا "وتب علینا" اور ہم سے مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے ہم پر جھک جا، ہماری توبہ قبول فرماتے ہوئے ہم پر جھک جا "انک انت التواب الرحیم" یقیناً تو تو بہت زیادہ توبہ قبول فرمانے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

"ربنا وابعث فیھم رسولا منھم" اور اے ہمارے رب ان میں، انہی میں سے ایک رسول برپا فرما "یتلوا علیھم آیاتک" وہ تیری آیات کی ان پر تلاوت کرے "ویعلمھم الکتاب والحکمة" اور انہیں کتاب کی تعلیم بھی دے اور اس کی حکمت بھی سکھائے "ویزکیھم" اور ان کو پاک کرے "انک انت العزیز الحکیم" یقیناً تو بہت غالب، بزرگی والا اور بہت حکمت والا ہے۔

ان آیات سے متعلق بارہا بات ہو چکی ہے، کئی پہلوؤں سے اس کی تفسیر بھی گزری ہے لیکن قرآن کریم کے مضامین تو کبھی ختم نہیں ہوتے اور ایک پہلو پر آج غور ہوا ہے تو کل ایک اور پہلو سامنے ابھر آتا ہے اور اس پہلو سے جب بھی قرآن کریم کی آیات پر از سرنو غور کیا جائے تو نئے نئے مضامین ابھرتے ہیں۔ لیکن اس تعلق میں تمہید کے طور پر پچھلی باتیں بھی بعض یاد کرانی پڑتی ہیں، کچھ بتانا پڑتا ہے۔ اس پہلو سے میں ان آیات سے متعلق مضامین کو نسبتاً زیادہ کھول کر بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔

"اذ جعلنا البیت مثابة للناس وامنا" وہ وقت جب کہ ہم نے بیت کو لوگوں کے لئے بار بار لوٹ کر آنے کی اور امن کی جگہ بنایا۔ یہ جو آیت کا آغاز ہے یہ بعد والی آیت کے ساتھ بظاہر مطابقت نہیں رکھتا۔ کیونکہ فرمایا "واذ قال ابراھیم رب اجعل ھذا بلداً آمناً"۔ ابراہیم نے جو دعا کی تھی اور جہاں خانہ کعبہ کی تعمیر نو کا آغاز فرمایا تھا وہاں تو کچھ بھی نہیں تھا۔ اس جگہ کا نام رکھنے کے لئے بھی حضرت ابراہیمؑ کو کوئی لفظ نہیں ملا بلکہ یہ عرض کیا "رب اجعل ھذا بلداً آمناً" اے میرے رب اس چیز کو جو میرے سامنے کھلا میدان پڑا ہے اسے اپنے فضل اور رحم کے ساتھ ایک امن والا شہر بنادے۔ پس "مثابة للناس وامنا" کسی بعد میں ہونے والے واقعہ سے تعلق رکھتا ہے اور یقیناً اس وقت سے تعلق نہیں رکھتا جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعا مانگی تھی۔ کیونکہ دعا کا منظر تو یہ ہے کہ چٹیل، لق و دق صحرا سامنے کھلا پڑا ہے اس میں کچھ بھی نہیں۔ بے آب و گیاہ وادی جہاں اپنے بچے کو اور اپنی زوجہ مبارکہ کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اس جگہ کے متعلق دعا کر رہے ہیں کہ اسے ایک شہر میں تبدیل فرمادے۔ پس آغاز کی آیت یہ بتا رہی ہے کہ ایک دعا جو آنے والی ہے وہ ابراہیم کے حق میں بڑی شان کے ساتھ قبول کر لی گئی تھی۔ بعض دفعہ قبولیت دعا کا ذکر پہلے آجاتا ہے اور دعا بعد میں آتی ہے یہ بھی قرآن کریم ہی کی ایک عجیب شان ہے، ایک خاص انداز ہے۔ یہ بتانے کے لئے کہ ایک بہت ہی اہم واقعہ ہونے والا تھا جو ہو گیا ہے۔ یاد کرو اس بات کو لیکن اس کے آغاز کی طرف بھی توجہ پھیرو کہ یہ کیسے شروع ہوا تھا۔

جب یہ آیات نازل ہو رہی تھیں اس وقت تو مکہ ایک عظیم الشان شہر میں تبدیل ہو چکا تھا۔ بار بار لوگوں کے لئے لوٹ کے آنے کی جگہ بن گئی تھی اور امن کے تقاضے بھی پورے کر رہا تھا اگرچہ سارے نہیں۔ لیکن دراصل پوری شان کے ساتھ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر اور آپ کے بعد ہونے والے واقعات پر چسپاں ہوتی ہے۔ اور جیسا کہ اس مضمون کو ہم آگے بڑھتے ہوئے دیکھیں گے ان آیات کا آخری خلاصہ یہی نکالا گیا ہے کہ ان دعاؤں کا مرجع اور سب کچھ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی تھے۔ اور ان کی ذات سے خانہ کعبہ کے جو مصالح وابستہ تھے وہی ہیں جن کی دراصل دعائیں مانگی جا رہی تھیں۔ پس پہلے وہ دعا بتائی جو مقبول ہوئی اور اس مقبول دعا کے نتیجے میں اس لق و دق صحرا کو ایک عظیم الشان شہر میں تبدیل فرما دیا گیا۔ اور لیکن ساتھ ہی یہ نصیحت فرمائی ہے "واتخذوا من مقام ابراھیم مصلیٰ" ابراہیم کا مرتبہ ہے اور خدا کے حضور اس کی عاجزی کا ایک مقام ہے وہی اصل عبادت کرنے کا انداز ہے، وہی ایک عبادت کرنے کی جگہ، مصلیٰ تو بظاہر ایسی جگہ کو کہتے ہیں جو مادی دنیا میں ناپی جاتی ہے مگر جب مقام کی بات کرتے ہیں تو کوئی ایسی ظاہری جگہ نہیں جس کو گزوں اور فٹوں وغیرہ میں ناپا جاسکے، مراد یہ ہے کہ اپنا ایک انداز ایسا بناؤ جیسا ابراہیم کا انداز تھا۔ اور اس کے بعد یہ فرمایا کہ ہم نے ابراہیم کو ایک تاکیدی نصیحت فرمائی تھی اور اسماعیل کو بھی کہ اس گھر کو خوب تیار کرو، صاف ستھرا رکھو کیونکہ طائفین اور عاکفین اور رکع السجود یہاں آنے والے ہیں۔

میرے نزدیک اس کا بھی اول اطلاق حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے پر ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگرچہ کچھ آغاز اس کے اطلاق کا شروع ہو چکا تھا مگر جو نقشہ کھینچا جا رہا ہے ویسا کوئی نقشہ ہمیں تاریخ میں دکھائی نہیں دیتا۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعات احادیث نبوی میں بھی پڑھ لیں اور دوسری تاریخ میں بھی دیکھ لیں، کہیں یہ ثابت نہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر سال حج کے لئے وہاں آیا کرتے تھے اور کثیر تعداد میں دنیا سے لوگ وہاں اکٹھے ہوا کرتے تھے۔ یہ تو معلوم ہے کہ کچھ قبائل وہاں آباد ہو گئے تھے یا ایک قبیلہ جرہم کا وہاں آباد ہو گیا تھا اور ارد گرد سے اور بھی لوگ وہاں اکٹھے ہو جایا کرتے تھے۔ مگر یہ تصور جو قرآن کریم میں کھینچا جا رہا ہے کہ گویا سب دنیا سے دور دور سے لوگ کھنچے کھنچے چلے آتے ہیں اور بار بار اکٹھے ہوتے ہیں ایسا کوئی نقشہ تاریخ میں ہمیں دکھائی نہیں دیتا۔

پس درحقیقت اگر ان آیات کے نیچے اتر کر ان کے گہرے مضامین پر نظر ڈالتے ہوئے آگے بڑھیں تو صاف دکھائی دیتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کی آخری مراد اور آخری مقصود وہ ہے جس کا ان آیات کی آخری آیت میں ذکر فرمایا گیا ہے۔ اور جب وہاں پہنچیں گے تو اس وقت بات خوب کھل جائے گی۔ پس ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کو جن آنے والوں کی تیاری کا حکم دیا گیا تھا میرے نزدیک وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم "والذین معہ" اور وہ لوگ تھے جو ان کے ساتھ آنے والے تھے اور ایک نبی اور اس کے پیارے بیٹے کو جو خود نبی ہو اس کو ایک عظیم الشان نبی کی تیاری ہی کا حکم دیا جاسکتا ہے۔ ان کی دعائیں اس کے لئے وقف تھیں۔ ان کی تمام تر کوششیں اس کے لئے وقف تھیں اور ان کی مثال کی پیروی کرتے ہوئے ایک لمبے عرصے تک ان کے بعد میں آنے والوں نے بھی انہی نیک روایات کو زندہ رکھا اور خانہ کعبہ کو تیار کرتے رہے۔ اس عظیم الشان وقت کے لئے جب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مبعوث ہونا تھا۔

پس آپ تاریخ پر نظر دوڑا کر دیکھیں حج کا جو نقشہ حضرت محمدؐ رسول اللہ کے زمانے میں ظاہر ہوا ہے اور جس کی تصویر حضرت ابراہیمؑ کے حوالے سے ملتی ہے وہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔ کبھی ایسا واقعہ نہیں ہوا کہ حج کے موقعہ پر تمام دنیا سے نمائندگان کشاں کشاں چلے آتے ہوں۔ ایسی اونٹنیوں پر سفر کر رہے

ہوں جو لمبے سفر کے نتیجے میں کمزور پڑ گئی ہوں، ایسے رستوں پر چل رہے ہوں جہاں کثرت سے چلنے والوں کی وجہ سے گڑھے پڑ گئے ہوں۔ یہ جو نقشے قرآن کریم میں کھینچے گئے ہیں یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے پہلے کے زمانے کی تاریخ میں کہیں نظر نہیں آتے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ اتنا عظیم الشان واقعہ حضرت ابراہیمؑ کے زمانے میں شروع ہو چکا تھا اور نہ بائبل کی تاریخ میں، نہ قرآن کی تاریخ میں، نہ دیگر اذکار میں، کہیں اس کا ذکر محفوظ نہ کیا گیا ہو۔ پس آنے والوں کا تو پتہ چلتا ہے مگر شاذ کے طور پر۔ ایک آغاز کے طور پر ایک سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ مگر وہ بھی دراصل آغاز نہیں تھا آغاز اس سے بہت پہلے ہو چکا تھا۔

امر واقعہ یہ ہے کہ حج کی بنیاد اس وقت ڈالی گئی ہے جب یہ خانہ کعبہ تعمیر ہوا ہے۔ اور حضرت ابن عربیؒ کا ایک کشف بھی یہ بتاتا ہے کہ اس عمارت کو جسے "بیت العتیق" کہا جاتا ہے، انسان کی تہذیبی تاریخ سے ایک نسبت ہے، ایک گہرا تعلق ہے۔ اور حقیقت میں یہ وہ گھر ہے جس نے سب سے پہلے انسانیت کو گھر بنانا سکھایا تھا۔ "اول بیت" فرمایا گیا ہے، "اول مسجد" نہیں فرمایا گیا۔ "اول بیت وضع للناس" فرمایا گیا ہے اور یہاں باوجود اس کے کہ بیت اللہ ہے خدا کی طرف نسبت نہیں پھیری گئی۔ یعنی بنی نوع انسان کو تہذیب سکھانے، ان کے اعلیٰ مقاصد سے ان کو آگاہ کرنے کے لئے، اس کی تربیت دینے کے لئے، ان مقاصد کے لئے تیار کرنے کے لئے جو سب سے پہلا گھر دنیا میں قائم کیا گیا ہے وہ بیت اللہ تھا۔ اور اس وقت اس کی غرض بنی نوع انسان کو تہذیب کے ایک لامتناہی، مسلسل آگے بڑھنے والے سفر پر روانہ کرنا تھا۔ سویلائزیشن (Civilisation) کا آغاز اس گھر سے ہوا ہے۔ "اول بیت" بنے یہ۔ اس سے پہلے غاروں میں لوگ بستے تھے مگر یہ گھر بنانا اس گھر سے سیکھا ہے جو خدا نے اپنی عبادت کی خاطر انہیں یہ بنا کر دکھایا۔ اور ان کو بتایا کہ یہ تہذیب ہے اب غاروں سے باہر آؤ اور سطح ارض پر بسنا سیکھو۔ پس تہذیب کے جو طالب علم ہیں، انسانی تمدن اور تہذیب کے جو طالب علم ہیں ان کو اس پہلو پہ غور کی ایک دعوت ہے، ایک عظیم الشان دعوت ہے۔ وہ تحقیق کریں تو یقیناً اس نتیجے پر پہنچیں گے جیسا کہ قرآن کریم نے بیان فرمایا۔ اور قرآن کریم کے بیانات بظاہر عجیب بھی لگیں مگر جب بھی جستجو کی جاتی ہے ہمیشہ سچے ثابت ہوتے ہیں۔ پس اس پہلو سے یہ بات بہت ہی اہم ہے کہ مسلمان جو آرکیالوجسٹ ہیں یا اس مضمون سے تعلق رکھنے والے وہ اس مضمون پر بھی ایک گہری تحقیق کریں۔

اس بات کی ایک تازہ مثال کہ قرآن کریم سے آپ استنباط کریں اور ایک ایسا دعویٰ کریں جس کا کوئی نشان دنیا میں نہ ملتا ہو اور پھر بعد میں تحقیق کے بعد بعینہٖ وہی بات سامنے آ جائے ایک یہ مثال ہے کہ درس کے دوران جب میں نے اس آیت پر روشنی ڈالی یعنی آیت نے میرے ذہن پر روشن ڈالی کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا تھا کہ اپنے گھر "قبلۃ" بناؤ۔ "قبلۃ" کے متعلق اس وقت تک جو مفسرین اور ترجمہ کرنے والے میرے علم میں تھے وہ سب یہ لکھتے تھے کہ آمنے سامنے ایک دوسرے کے سامنے بناؤ۔ میں نے یہ ذکر کیا تھا کہ مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس طرف ہجرت کرنی مقصود ہے اس طرف اس کا قبلہ کرو اور ہو سکتا ہے عبادت کا رخ بھی اس طرف ہو لیکن یہ قطعی بات بہرحال نہیں۔ مگر یہ بات یقینی ہے کہ جس طرف ان لوگوں نے ہجرت کرنی تھی اس طرف منہ کر کے مکان بنانے کا حکم فرمایا گیا ہو۔ اس وقت تک نہ سننے والوں میں سے کسی کو علم تھا، نہ میرے علم میں تھا کہ اس بات کا بہت جلد ثبوت مہیا ہو جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے کہ جب میں نے اپنے ریسرچ گروپ کو درس کے بعد ہدایت کی کہ فوری طور پر جستجو شروع کریں کہ کیا آثار قدیمہ میں کوئی آثار اس بات کے دکھائی دیتے ہیں کہ ایک شہر کے بعض گھر ایک ہی سمت بنائے گئے ہوں تو بہت جلد ہمارے غازی صاحب کی بیٹی فریدہ نے تحقیق کر کے اس بات کا کھوج لگا لیا اور اس ریسرچ سے حیرت انگیز باتیں سامنے آئی ہیں۔ یعنی عیسائی محققین نے جو کھدائیاں کر رہے ہیں اس موضوع پر بعض کتابیں لکھی ہیں اور ایک کتاب میں سخت حیرت کا اظہار کیا گیا ہے کہ تمام فراعین کی تاریخ میں **ہکسوس** (HYKSOS) کی تاریخ میں کہیں کسی ایسے شہر کا کوئی نشان نہیں ملتا جن کے گھر ایک ہی سمت میں ہوں، ایک سمت کی طرف مرتب کئے گئے ہوں سوائے Rameses II کے دور کے ایک علاقے کے، اس کے شہر کے ایک حصے میں ایسے گھر دریافت ہوئے ہیں جو سب ایک ہی سمت کا رخ رکھتے ہیں۔ اور دلچسپ بات مزید یہ کہ دو گروہوں میں وہ گھر بنائے گئے ہیں۔ ایک گروہ کا رخ شمال کی طرف ہے اور ایک کا مشرق کی طرف۔ اگر آپ Egypt سے فلسطین جانا چاہیں تو اس وقت جو مروجہ راستہ تھا پہلے شمال کی طرف جانا پڑتا تھا پھر مشرق کی طرف اور بعینہٖ یہی دو سمتیں ہیں ان کی ہجرت کی۔ اول شمال کی طرف رخ اور پھر مشرق کی طرف۔ اب "قبلۃ" کا یہ معنی بھی واضح ہو گیا۔ اور حیرت انگیز طریق پر یہ نشان ملا ہے کہ دریافت کرنے والے جن کو قرآنی تعلیم کا کوئی علم ہی نہیں ہے وہ ورطہ حیرت میں ڈوبے پڑے ہوئے ہیں کہ آخر کیا گزری اس وقت، کیا واقعہ ہوا کہ اچانک رعمسیس ثانی کے دور میں ایک چھوٹا سا شہر ایسا بنایا گیا جس کے مکانات ایک ہی طرف رخ کئے ہوئے تھے۔

پس قرآن کریم کے اندر ایسے حیرت انگیز حقائق مدفون ہیں جن پر دنیا کی نظر نہیں اور بے شمار ہیں جو آئندہ وقت میں اپنے وقت پر ظاہر ہونگے۔ تو انہی حقائق میں سے ایک یہ حقیقت ہے جس کی طرف میں چاہتا ہوں کہ تحقیق کی جائے جس سلسلے میں، کہ سب سے پہلے انسانیت کو تہذیب سکھانے کے لئے، اس کو سویلائزیشن عطا کرنے کے لئے جو پہلا گھر عطا کیا گیا تھا وہ کون سا گھر تھا۔ اور قرآن کریم نے جب "للناس" کا طریق اختیار کرتے ہوئے اس گھر کے مضمون کو وسعت عطا فرما دی۔ تمام بنی نوع انسان کے فائدے کے لئے بھی بنایا اور "بیت" کے لحاظ سے پہلا گھر بتایا۔ پہلا "بیت اللہ" نہیں بلکہ پہلا گھر۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ تحقیق ضرور اس بات کا انکشاف کرے گی کہ انسانی تہذیب سکھانے میں بھی الہام کا دخل ہے اور تقدیر الٰہی کا دخل ہے۔ از خود انسان نے تہذیبی سفر کا آغاز نہیں کیا بلکہ اسے ایک نمونہ عطا کیا گیا ہے جس نمونے پر چلتے ہوئے اس نے بالآخر وہ تہذیبی سفر اختیار کیا جو باہر دنیا کی سطح پر رہنے سے شروع ہوتا ہے۔ اگر یہ سفر شروع نہ ہوتا تو انسان کی ترقی آج سے بہت پہلے، ہزاروں سال پہلے تک جا کر کھڑی ہو جاتی۔

پس یہ جو قرآن کریم کا انداز ہے کہ عام بیان میں کہیں نہ کہیں کوئی ہلکا سا اشارہ فرما دیتا ہے اور اس اشارے کی پیروی کریں تو حیرت انگیز خزانے ملتے ہیں علم و عرفان کے ان کو Persue کرنا ضروری ہے۔ مسلمانوں کا کام ہے کہ محض عیسائیوں ہی سے خدمت نہ لیں، خود اپنے پاؤں پر بھی کھڑا ہونے کی کوشش کریں۔ قرآن کریم کی آیات ان کو رستے دکھاتی ہیں اور کام کرتے ہیں اس پر غیر مذہب والے اور بعض دفعہ اسلام دشمن بھی۔ ایک پہلو تو اس میں فائدے کا یہ ہے یعنی فائدے کا پہلو تو ضرور ہے اس میں کہ اگر دشمن قرآن کے حق میں کوئی بات دریافت کرتا ہے تو اس کی قطعیت کا مرتبہ بہت اونچا ہو جاتا ہے۔ اگر ماننے والا کرتے تو ہو سکتا ہے لوگ یہ کہیں کہ بس خواہش تھی، تمنا تھی، Wishful Thinking تھی اس لئے انہوں نے یہ چیزیں سوچ لیں۔ مگر جب وہ دریافت کر چکیں تو پھر ان کا تتبع کرنا اور قرآن کریم سے ان کے تعلق کو باندھنا تو بہرحال بہت ضروری ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ اب ایسا وقت آ گیا ہے کہ **جماعت احمدیہ براہ راست تحقیق میں بھی آگے قدم بڑھائے اور قرآن کریم کے خفیف سے خفیف اشاروں کی بھی پیروی کرتے ہوئے جس سمت میں وہ اشارے آپ کو کچھ منظر دکھا رہے ہوں یا منظر دکھائے بغیر بعض اشارے کر رہے ہوں اس طرف بڑھ کر تحقیق کے ذریعے معلوم کریں کہ آخر وہ کیا بات ہے جس طرف آیات قرآنی اشارے فرماتی ہیں۔**

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے یہ کہا کہ جو بھی یہاں آئیں گے ان سب کو رزق عطا کیا جائے گا۔ جیسا کہ میں نے ترجمہ کیا ہے جو یہاں ٹھہریں گے ان کے لئے خاص طور پر رزق کا انتظام ضرور ہوگا، یہ شرط نہیں ہوگی کہ وہ مومن ہیں یا کافر ہیں۔ ہاں جو مومن ہیں ان کے مرنے کے بعد بھی ہمیشہ کی جنتیں ان کا انتظار کریں گی اور جو کافر ہیں وہ آگ کے عذاب کی طرف زبردستی لوٹائے جائیں گے، کھینچ کر لے جائے جائیں گے۔

اب اس کے بعد وہ دعا شروع ہوتی ہے "اذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت واسماعیل" دیکھ لیں۔ "اذ جعلنا البیت مثابۃ للناس وامنا" کا پہلے ذکر ہے۔ پورا شہر آباد، کثرت سے لوگ آ رہے ہیں اور ابھی بنیادیں ڈالی نہیں گئیں۔ وہ آیات گزرنے کے بعد تیسری آیت میں اللہ فرماتا ہے "واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت واسماعیل" وہ وقت یاد کرو جب کہ وہ شہر جس کا ہم نقشہ پہلے کھینچ چکے ہیں جو تمام دنیا کے لئے مثابہ اور امن بن چکا ہے اس کی تعمیر کا آغاز ایک نبی اور اس کے بیٹے کے ساتھ ہوا۔ نبی اس کا انجینئر بھی تھا اور مزدور بھی، بیٹا اس کے پیچھے چلنے والا مزدور۔ بس یہ دو تھے ان کے آرکیٹیکٹ کہہ لیں یا مزدور کہہ لیں۔ انہوں نے اس گھر کا از سر نو تعمیر کا آغاز فرمایا۔

اب یہ بات بھی میرے نزدیک اس دعا سے تعلق رکھتی ہے جو آخر پر آتی ہے۔ وہ عظیم الشان نبی جس کے ساتھ بیت اللہ کے اعلیٰ مقاصد وابستہ تھے، جس کے ظہور کے بغیر بیت اللہ کے مقاصد مبہم اور بظاہر بے حقیقت رہ جاتے، جس کے آئے بغیر بیت اللہ اپنی تمام شان کے ساتھ ظہور نہ پکڑتا اس نبی کے آنے کی تیاری ہو رہی ہے۔ گھر کو اس کے لئے صفا کیا جا رہا ہے۔ اس کے لئے از سر نو تعمیر کی جا رہی ہے۔ کس شان کا وہ وجود ہے جس کی خاطر گھر کو سدھارنے والا عظیم الشان نبی ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور ایک اور عظیم نبی ان کا بیٹا۔ یہ دو ہیں جو اپنے پاک ہاتھوں سے اس گھر کی تعمیر کر رہے ہیں اور تیاری کر رہے ہیں۔

یہ ویسا ہی نظارہ ہے جو روزمرہ انسانی فطرت ہمیں دکھاتی رہتی ہے۔ عام طور پر کوئی مہمان گھر میں آئے، کوئی صاحب حیثیت آدمی ہو تو اپنے نوکروں کو کہتا ہے جی تیاری کرو اس کے لئے۔ صفائی بھی کرواتا ہے۔ لیکن اگر بہت ہی معزز مہمان آئے تو اپنے بچوں، بیویوں کو کہتا ہے کہ تم حصہ لو۔ اور کوئی ایسا آئے جس کی قدر و منزلت اس کے تصور سے بھی اونچی ہو تو سارا خاندان بچھ جاتا ہے بلکہ بعض دفعہ نوکروں کو اجازت نہیں ہوتی کہ عمل دخل کریں کچھ۔ اور باپ بھی اور ماں بھی اور بچے بھی سارے مل کر تیاری کرتے ہیں۔ ایک دفعہ مجھے یاد ہے ربوہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا مجھے پیغام ملا کہ میرے ایک یورپ سے مہمان آئے ہیں ان کو لے کر میں تمہارے گھر کھانا کھانے کے لئے آ رہا ہوں۔ عجیب کیفیت تھی، میں بھی کھانا پکانے میں لگ گیا، میری بیوی بھی لگ گئی، بچے بھی لگ گئے اور تصور میں بھی نہیں تھا کہ یہ کھانے نوکروں سے تیار کروانے ہیں۔ تو یہ منظر ہے جو مجھے اس آیت کے وقت یاد آتا ہے کہ حضرت رسول اللہ کے لئے تیاری ہو رہی ہے، اس گھر کو از سر نو درست کرنے کا مقصد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بعثت کا مقصد تھا اور آپ کے آئے بغیر یہ خانہ کعبہ اپنے اعلیٰ مقاصد تک پہنچ ہی نہیں سکتا تھا، وہ نقشہ ظاہر ہی نہیں ہوتا تھا جو ابتداء میں کھینچا گیا ہے "واذ جعلنا البیت مثابۃ للناس وامنا" اور دوسری جگہ بھی قرآن کریم کی آیات میں جو کیسے خوبصورت نقشے حج کرنے والوں کے کھینچے گئے ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے سے پہلے کہیں کسی تاریخ میں اشارۃً بھی دکھائی نہیں دیتے۔ تو ظاہر ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم مہمان ہوں تو میزبان ابراہیمؑ اور اس کے بیٹے ہی نے ہونا تھا۔ ان کی خاطر تعمیر نو ہو رہی تھی تو انجینئر اور مزدور بھی ایک نبی اور اس کا ایک عظیم الشان بیٹا انہی کو زیب دیتا تھا کہ وہ بنائے جائیں۔

پس اس پہلو سے ان آیات کو جب ہم از سر نو پڑھتے ہیں تو ایک اور خوبصورت منظر ان سے ابھرتا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ پہلی تفسیریں غلط ہیں۔ کئی بطون ہیں قرآن کریم کے۔ لیکن میری نظر جس بطن پر جا کر ٹھہر جاتی ہے، اس سے آگے بڑھتی نہیں کیونکہ بہت ہی پر کشش منظر ہے، وہ یہی منظر ہے کہ ان آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے آنے کی تیاری کا ذکر ہے اور اس تیاری کا آغاز کیسے ہوا تھا، کیسے بزرگ نبی اور اس کا بیٹا اس عظیم الشان نبی کے خیر مقدم کے لئے تیاریاں کر رہے تھے اور محنت کر رہے تھے۔

"ربنا تقبل منا" اور یہ سب کچھ کرنے کے بعد پھر بھی عاجزانہ دعا تھی کہ اے خدا ہماری کوششوں میں کوئی کمی نہ رہ گئی ہو "تقبل منا" ہم سے قبول فرما لے، یقیناً تو بہت سننے والا اور بہت جاننے والا ہے۔ "ربنا واجعلنا

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ قادیان پہنچے تو حضرت مسیح موعودؑ نے مسجد مبارک میں بٹھاکر فرمایا "آپ بیٹھئے میں آپکے لئے کھانا لاتا ہوں" تھوڑی دیر میں حضورؑ خود سینی اٹھائے تشریف لائے اور فرمایا "آپ کھانا کھائیں میں پانی لاتا ہوں"۔ حضرت مفتی صاحبؓ کی سیرت محترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب کے قلم سے "احمدیہ گزٹ" کینیڈا جنوری ۹۶ء کی زینت ہے۔

ایک سرد رات آپؓ نے حضورؑ کی خدمت میں سردی کی زیادتی کا پیغام بھیجا تو حضورؑ نے دھسہ اور رضائی بھجواتے ہوئے فرمایا "رضائی محمود کی ہے اور دھسہ میرا۔ جو پسند ہو رکھ لیں"۔

حضورؑ لاہور میں ایک روز کے لئے قیام فرما ہوئے تو آپکی متلاشی نگاہوں نے مفتی صاحبؓ کو نہ پاکر آپکے متعلق پوچھا۔ معلوم ہوا کہ وہ اتنے بیمار ہیں کہ ایک قدم بھی چل نہیں سکتے۔ یہ سنتے ہی حضورؑ خود انکی عیادت کو تشریف لے گئے۔ دیر تک بیٹھے رہے، تسلی اور دعاؤں سے نوازا اور رخصت ہوتے وقت فرمایا "بیمار کی دعا بھی قبول ہوتی ہے آپ ہماری کامیابی کے لئے دعا کریں"۔

ایک عدالتی کارروائی کے دوران حضرت مفتی صاحبؓ نے محسوس کیا کہ حضرت اقدسؑ کے پاؤں کرسی پر بیٹھے بیٹھے تھک گئے ہیں، چنانچہ آپ نے اپنا کوٹ اتارا اور اپنی پگڑی کو اس میں لپیٹ کر چوکی سی بناکر حضورؑ کے پاؤں تلے رکھ دی۔

۱۹۰۵ء میں حضورؑ زلزلہ کی وجہ سے بہشتی مقبرہ والے باغ میں مقیم تھے۔ ایک روز فرمایا "مفتی صاحب یہ کاغذ لے لیں اور لاہور چلے جائیں"۔ ایک صحابی کا بیان ہے کہ آپؓ وہاں سے سیدھے اڈے کی طرف چل دیئے اور لاہور روانہ ہوگئے۔

وصیت میں آپؓ نے ساری جائیداد پیش کی اور لکھا "میرے ترکہ کا دینا اس شرط کے ساتھ مشروط نہیں کہ میں اس مقبرہ بہشتی میں دفن کیا جاؤں بلکہ میرا ترکہ ہر حال میں اس راہ میں دے دیا جاوے ... میں اپنے آپکو ایک ناکارہ اور نابکار اور بے عمل اور بہت عاجز انسان پاتا ہوں۔ پس اس مقبرہ میں جگہ پانے کی بات کو اپنے رب کی غفاری، ستاری اور اسکے فضل و احسان پر چھوڑتا ہوں"۔

حضرت مفتی صاحبؓ کا وطن بھیرہ تھا۔ مارچ ۱۹۰۸ء میں کچھ روز کے لئے آپکو وہاں جانا پڑا تو آپکے جذبات کچھ یوں تھے "لوگ کہتے ہیں کہ یہ تیرا وطن ہے، تیرا گھر ہے ..... یہ کس گناہ کی شامت ہے جو میں چند روز کے واسطے مسیح کے قدموں سے دور پھینکا گیا"۔ ۱۹۰۷ء میں حضورؑ کی تحریک پر آپؓ بھی اولین واقفین میں شامل ہوئے اور سات سال تک برطانیہ و امریکہ میں خدمت اسلام کی توفیق پائی۔ انگریزی میں رسالہ "مسلم سن رائز" جاری کیا اور شکاگو میں پہلی احمدیہ مسجد کی تعمیر کی توفیق پائی۔ بعد میں حضرت مصلح موعودؓ کے پرائیویٹ سیکرٹری بھی رہے۔

★★اسی شمارہ میں حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلویؓ کے بارے میں محترم شیخ عبدالہادی صاحب کا "اصحاب احمد" کی مدد سے تیار کردہ مضمون شامل اشاعت ہے۔ حضرت منشی صاحبؓ کے بارے میں حضرت اقدسؑ نے فرمایا تھا "یہ جوان صالح کم گو اور خلوص سے بھرا دقیق فہم آدمی ہے...."۔ آپکی دقیق فہمی اور حاضر جوابی کے کئی واقعات مذکور ہیں۔ آپؓ عدالت میں منشی تھے اور کچہری کا کام گھر پر بھی کرتے اور کچہری دیر سے جاتے۔ ایک نئے مجسٹریٹ نے آپکی شکایت لکھی کہ آپکی کچھ ایام کی تنخواہ کاٹ لی جائے، آپ نے وہ چٹھی پھاڑ دی۔ مجسٹریٹ غصہ میں آیا تو آپؓ نے اسے کہا "اگر آپ نے شکایت انتقاماً لکھی ہے تو دوبارہ لکھ لیں اور اگر شریفانہ تنبیہہ مطلوب تھی تو وہ ہوگئی ہے۔" بعد میں اصل بات کا علم ہونے پر آپکو دیر سے کچہری آنے کی اجازت مل گئی۔

حضورؑ کے پیغامات مولوی نذیر حسین دہلوی صاحب کو حضرت منشی صاحبؓ ہی پہنچایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مولوی صاحب نے کہا مجھے ایسی حدیث یاد ہے اگر بتادوں تو مرزا صاحب کو مدد ملے گی۔ حضرت منشی صاحبؓ نے ان سے فرمایا ذرا اس آیت کا مطلب تو سمجھا دیں "ومن اظلم ممن کتم شھادۃ عندہ من اللہ" یعنی اس سے زیادہ ظالم کون ہوسکتا ہے جو اس شہادت کو جو اس کے پاس اللہ کی طرف سے ہو چھپائے۔

مقدمہ کرم دین میں حضورؑ کے ارشاد پر آپؓ شہادت دینے گورداسپور آئے۔ جج کے شاطرانہ سوالات سے مقدمہ پر غلط اثر پڑ سکتا تھا۔ اس نے پوچھا "کیا آپ مرزا صاحب پر جان و مال فدا کرسکتے ہیں"۔ ایک وفادار مرید کا قدرتاً یہی جواب ہوتا کہ بلاشک ہماری جان و مال اس پر قربان ہیں۔ لیکن اس دقیق فہم اور کامل وفادار کا حکیمانہ جواب تھا "جان و مال کی حفاظت کے لئے تو ہم نے مرزا صاحب کی بیعت کی ہے۔"

۳۱۳ صحابہ میں آپؓ کا نواں نمبر ہے۔ ۲۰ اگست ۱۹۴۱ء کو آپکی وفات ہوئی اور اگلے روز کا خطبہ جمعہ حضرت مصلح موعودؓ نے آپؓ کی سیرت پر دیا۔

★ ★ ★

★★اسی شمارہ کے انگریزی حصہ میں پاکستان میں مذہبی اقلیتوں سے متعلق قانون کے غلط استعمال اور نفاذ کے بارے میں ایک غیراحمدی دانشور اور کلیو لینڈ یونیورسٹی میں قانون کے پروفیسر محترم طیب محمود صاحب کی ایک تحریر شائع کی گئی ہے۔

★★اسی شمارہ کی ایک خبر کے مطابق محترم مبشر ڈار صاحب آف مارکھم، سکاربرو نارتھ پراگریسو کنزرویٹو ایسوسی ایشن کے صدر منتخب ہوئے ہیں۔

★ ★ ★

محترم میاں فضل الرحمن بسمل صاحب کے والد نے ۱۸۹۸ء میں احمدیت قبول کی تو ایک ماہ بعد دادا بھی احمدی ہوگئے۔ محترم میاں صاحب جامعہ احمدیہ میں اردو، فارسی اور انگریزی کے استاد رہے۔ امیر جماعت بھیرہ کے طور پر بھی خدمات بجا لائے۔ شاعر بھی تھے اور اہم مواقع پر آپکا کلام جرائد میں شائع ہوتا رہا ہے۔ وفات ۱۰ جنوری ۱۹۹۳ء کو ہوئی۔ انکے بیٹے محترم محمود مجیب اصغر صاحب امیر ضلع مظفرگڑھ نے ان کا ذکر خیر "الفضل" ربوہ ۳۰ جنوری میں کیا ہے۔

★ ★ ★

بقیہ:۔ ہومیو پیتھی کلاس

اور پانچویں بات یہ نوٹ کرلیں اگر اس کے ساتھ فوٹو فوبیا (روشنی سے تکلیف) بھی ہو۔ آنکھوں یا سر کی تکالیف میں تو یہ اور بھی علامات کو پکا کردیتا ہے۔ یہ دوا اتنی زود اثر ہے کہ چند گولیاں مریض کے مونہہ میں ڈال کر آئیں اور پیچھے پیچھے مریض اٹھ کر آ جاتا ہے کہ کیا دے کر آئے تھے۔ بالکل ٹھیک ہوگیا ہوں، کوئی بداثر باقی نہیں رہتا۔ ایکونائیٹ بھی جب کام کرے تو مکمل شفا ہوتی ہے کوئی بداثر باقی نہیں رہتا اور بیماری آگے نہیں بڑھتی۔

اس میں دماغی علامتیں ایکونائیٹ کے مقابلہ پر بہت زیادہ ہیں۔ ایکونائیٹ میں جو کچھ ہے سطح پر رہتا ہے۔ اور نفسیاتی لحاظ سے اس میں کوئی چیز ڈوبتی نہیں۔ بیلاڈونا میں دماغ کو چڑھتی ہے۔ بیلاڈونا کا پاگل سب سے زیادہ وائلینٹ پاگل ہوتا ہے۔ بے انتہا جوش، خود کشی کرنے کی کوشش کرے، یا سنبھالنے والوں کو مارے، غصہ اور تیزی ہو تو بیلاڈونا بہت مؤثر ہے۔ اگر کیس کرانک ہو جائے تو بیلاڈونا کام نہیں کرتا۔ اگر پاگل پن کا اچانک دورہ پڑ رہا ہو تو بیلاڈونا زیادہ کام کرے گا۔ لیکن جو کرانک کیس ہیں ان میں سلفر اور سٹرمونیم کا کمبی نیشن بہت مؤثر ہے۔ بعض لوگوں کو زنجیروں سے باندھ کر رکھنا پڑتا ہے یہ بیلاڈونا کا کیس ہے۔ لیکن اگر بیلاڈونا دے کر اس کا دوسرا علاج نہ کیا جائے تو دو تین دفعہ کے بعد بیلاڈونا بھی کام نہیں کرے گا۔ اس لئے کرانک ہو جانے کی صورت میں کوئی اور مددگار دوا ڈھونڈنی ضروری ہوتی ہے۔

ٹائیفائیڈ میں بھی بعض دفعہ بیلاڈونا کی علامات پیدا ہو جاتی ہیں اور شدید ہذیان اور غیر معمولی دماغ کو بخار۔ بیلاڈونا وقتی ریلیف کردے گا۔ لیکن اور پیچیدگی پیدا کروے گا کیونکہ ٹائیفائیڈ کو اچھا کرنے میں اس کا کوئی بھی اثر نہیں۔ ٹائیفائیڈ مزاج کے لحاظ سے بیلاڈونا سے دور ہے۔ لیکن یہ علامتیں بیلاڈونا سے کم درجہ کی سٹرمونیم میں پائی جاتی ہیں اور سٹرمونیم میں لمبا اثر بھی ہے۔

بعض دفعہ تشدد کے ساتھ فحش گوئی بھی پاگلوں میں ہو جاتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ان کے اندرونی جنسی عضلات میں کوئی نقص ہے جب تک اس کو ٹھیک نہ کریں گے پاگل پن ٹھیک نہ ہوگا۔ بعض کو پرانے صدمات کی وجہ سے، بعض غم کی وجہ سے پاگل ہوتے ہیں۔ غم میں ایمبر اگریسا کام آئے گا۔ بعض غم اور نقصان کے اثرات سے نیٹرم میور طلب کرتے ہیں اور اسی طرح مختلف ادویہ ہیں۔ اصل میں پاگل پن کا علاج گہرا جاکر اس کی اصل وجہ دریافت کرکے ہوتا ہے۔ اگر اتنا وقت نہ ہو تو روزمرہ کے نسخے کے طور پر سلفر اور سٹرمونیم کا کمبی نیشن اچھا ہے۔

بیلاڈونا میں مسلسل بخار نہیں ملتا۔ بخار آئے گا یا تو مار جائے گا یا چھوڑ جائے گا۔ بخار جو دب جاتے ہیں پھر اٹھتے ہیں ان میں بیلاڈونا بہت کام آتا ہے۔

جو بخار آہستہ آہستہ بڑھتا ہو اس کا بیلاڈونا سے کوئی تعلق نہیں۔ ٹائیفائیڈ میں اس لئے یہ کام نہیں آتا کہ ٹائیفائیڈ اچانک نہیں آیا کرتا۔ دو چار دن، بعض اوقات ہفتوں میں ڈویلپ ہوتا ہے۔ اس لئے یاد رکھیں جس بخار میں اچانک پن ہے وہیں کام آئے گا ورنہ نہیں۔

اس کی انفلیمیشن SPOTS میں بھی ہوتی ہے۔ اور گلینڈز کے اوپر سب جگہ بڑی سخت انفلیمیشن ہے۔ مثلاً گلا اچانک پھولتا ہے اور اس جگہ سخت درد ہوتی ہے۔ جلد اتنی حساس ہوتی ہے کہ گھونٹ بھی نہیں بھرا جاتا۔ بعض اوقات تشنج بھی ہو جاتا ہے۔ اس میں بیلاڈونا مفید ہے لیکن بیرونی طور پر اس جگہ پر نمایاں سرخ SPOTS آ جاتے ہیں۔ کچھ دیر سرخی رہتی ہے پھر پھیکا سا بجھا بجھا سا رنگ میلا سا۔ جب انفلیمیشن ہٹ رہی ہو اور پیپ بن رہی ہو تو ایسا رنگ ہو جاتا ہے۔ اس کے باوجود ضروری نہیں کہ وہاں پیپ بھی ہو۔ اس میں جو روماٹزم (جوڑوں کا درد) ہے اس میں یہ رنگ ضرور ہوگا اور بہت نمایاں سرخی یا سرخ SPOT دکھائی دیتے ہیں مگر پیپ نہیں بنتی۔

گردے اور پتے کا درد

بیلاڈونا پتے کے درد کی بہت اچھی چوٹی کی دوا ہے۔ اگر مریض کہے کہ آگ لگی ہوئی ہے تشنج کا درد ہو تو بیلاڈونا ایک دو خوراکوں میں ہی طبیعت بالکل ٹھیک کردیتی ہے۔ ۲۰۰ اور ۱۰۰۰ کی طاقت میں دس سے پندرہ منٹ میں دوہرائیں۔ اور کئی دفعہ دوسری خوراک کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ اور یہ جو چھوٹی چھوٹی پتھریاں پتے میں ہوں تو یہ نالی DUCT کو کھول دیتی ہے اور وہ گزر جاتی ہیں۔ مگر بیلاڈونا کے بعد مستقل علاج کے طور پر یا سلفر ہوگی یا لائیکوپوڈیم۔ ان دونوں کا BILE پر اثر ہوتا ہے۔ کنکر سے بننے شروع ہو جاتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی جمی ہوئی گٹھلیاں پتھری بن جاتی ہیں۔

جب یہ ہومیوپیتھی دوا کام کرتی ہے تو اس کا LIQUID PROPORTION (مائع کا تناسب) بھی ٹھیک کردیتی ہے۔ اور وہ پگھلنا شروع ہو جاتے ہیں۔ وہ مادہ گھولنے لگ جاتا ہے۔

دو قسم کے SPASM ہوتے ہیں جن میں بیلاڈونا ضرور استعمال ہونی چاہئے۔ ایک گردے کا اور دوسرا پتے کا۔ حضور نے فرمایا کہ میرا تجربہ ہے کہ اگر ایکونائیٹ ساتھ ملا کر دی جائے تو اور بھی زیادہ مؤثر ہے۔

جہاں گردے اور پتے میں یہ فیل ہو جائے وہاں میگ فاس لازمی اثر کرے گی۔ جو بالکل اس کا مخالف ہے۔ میگ فاس کو سردی سے تکلیف بڑھتی ہے گرمی سے آرام آتا ہے۔

چوٹوں میں سوجن

ایک اور چیز SWELLING (سوجن) بھی بیلاڈونا کا خاصہ ہے۔ جہاں بھی انفلیمیشن ہوتی ہے وہاں جگہ سوج جاتی ہے۔ اس لئے جب چوٹیں لگتی ہیں تو میں آرنیکا کے ساتھ بیلاڈونا ضرور ملا دیتا ہوں۔ اگر آرنیکا کے ساتھ بیلاڈونا ملا دیں تو ہر چوٹ کے آغاز کے لئے یہ نسخہ ہے۔ چونکہ اس میں ایکونائیٹ کی طرح خون بہنے کا رجحان بھی ہے اس لئے بھی اچھا ہے۔ چوٹ میں جو عارضی خون بہہ رہا ہوتا ہے اس میں بھی کام آ جاتا ہے۔ خطرہ ہوتا ہے دماغ میں ہیمبرج اور کلاٹس وغیرہ کا اس لئے یہ کمبی نیشن آرنیکا، بیلاڈونا۔ بہترین ہے۔

پیٹ میں درد ہو یا یوٹرس (بچہ دانی) INFLAMED ہو یا CONFINEMENT کی وجہ سے عورتوں کو جو تکلیفیں ہوتی ہیں ان سب میں گرمی کا احساس حساسیت اور درد والی جگہ کے دھڑکنے THROBING کا احساس ہوتا ہے۔ اس حصے کو چھوڑ کر باقی جسم خاص طور پر ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہونے کا رجحان ہے۔ اس قسم کی تکالیف ویسے بہت خطرناک ہوتی ہیں مگر بیلاڈونا سے جاتی بھی بہت جلدی ہیں اتنی جلدی کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ جب بھی میں نے بیلاڈونا کو پہچان کروا کر دی ہے ہمیشہ بلا استثناء فوری اثر ہوا ہے۔

MUSLIM TV AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

15/4/1996 - 24/04/1996

Monday 15th April 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Let's Learn Salat 7
01.00	Liqaa Ma'al Arab 11.04.96
02.00	Around The Globe: Documentary - Boat Show (R)
03.00	Learning Langauges with Huzoor Lesson No. 98
04.00	Learning Norwegian
05.00	Mulaqat With English Speaking Friends 14.04.96
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner: Let's Learn Salat 7
07.00	A Letter From London
08.00	Siraiki - Programme Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV 04.03.94
09.00	Liqaa Ma'al Arab, 11.04.96
10.00	Bangla: Homeopathic Class 21.06.94
11.00	Learning Languages With Hazoor
12.00	Tilawat, Hadith , News
12.30	Children's Corner:Let's Learn Salat 7
13.00	Indonesian Programme
14.00	Tarjumatul Quran Class Hadhrat Khalifatul Masih IV Class No.125
15.00	M.T.A. Sports - Khuddam sports from Karachi
16.00	Liqaa Ma'al Arab No.7
17.00	Norwegian Programme
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner: Tarteel -ul-Quran
19:00	German Programme: Fragen Zu Lehre Des Islam
19.30	Kinder Sendung
20.00	Learning Languages With Hazoor Lesson No: 99
21.00	Islamic Teachings: History of Ahmadiyyat
21.30	Islami Ikhlaaq
22.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV, Class No.125
23.00	Learning French No.6

Tuesday 16th April 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner: Tarteel -ul- Quran No.8
01.00	Liqaa Ma'al Arab No.8
02.00	Islamic Teaching: History of Ahmadiyyat
02.30	Islami Ikhlaaq
03.00	Learning Languages With Hazoor
04.00	Learning French, No. 6
05.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV, Class No.125
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner: Tarteel -ul- Quran 8
07.00	M.T.A. Sports - Khuddam sports
08.00	Pushto: Interview Irshad A Khan
09.00	Liqaa Ma'al Arab No.7
10.00	Bangla Programme
11.00	Learning Languages With Hazoor Lesson No. 99
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner:Tarteel -ul-Quran .8
13.00	From The Archives:
14.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV Rec. 16.04.96
15.00	Medical Matters: Health of Mother and Child Care.
15.30	First Aid
16.00	Liqaa Ma'al Arab No.5
17.00	An Introduction of Ahmadiyyat, Turkish
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner: Tarteel -ul-Quran
19.00	German Programme: Interview, Discussion With Ameer Sahib of Germany & H.U.Hubsch
19.30	Bajwa Sahib Ki Yaad Main .
20.00	Learning Languages With Hazoor Lesson No. 100
21.00	Around The Globe: Hamari Kaenat No.20
22.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV, 16.04.96
23.00	Chinese Desk- Learning Chinese No.5
23.30	Book Reading - With love to Chinese brothers.

Wednesday 17th April 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner:Let's Learn Salat 8
01.00	Liqaa Ma'al Arab No. (8)
02.00	Hamari Kaenat, No.20
03.00	Learning Languages With Hazoor Lesson no. 100
04.00	Learning Chinese
05.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV, 16.04.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner:Let's Learn Salat 8
07.00	Medical Matters: Health Care of Mother & Child
07.30	Russian Programme - Q/A session with Huzoor.
08.00	First Aid with Dr Mujeeb-ul-Haq.
09.00	Liqaa Ma'al Arab No.8(R)
10.00	Bangla Programme, New Ahmadies & Attaullah Kalim
11.00	Learning Languages With Hazoor Lesson No. 100 (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
13.00	Indonesian Programme - Cerdas Cermat
14.00	Natural Cure 03.04.96
15.00	M.T.A. Variety:Dilbar Mera Yehi Hain
15.30	Hamari Tareekh by A Rehman (Advocate)
16.00	Liqaa Ma'al Arab No.9
17.00	French Programme
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner: Tarteel -ul-Quran
19.00	German Programme
20.00	Learning Languages With Hazoor Lesson No. 101
21.00	M.T.A.Lifestyle:Cooking Lesson
21.30	Sewing Lesson (Perahan) No.2
22.00	Natural Cure Lesson No.152, 17.04.96
23.00	Arabic Programme (1) Learning Arabic Lesson No.3
23.30	Tafseer -Ul- Quran, No 3

Thursday 18th April 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner -Tarteel-ul-Quran 9
01.00	Liqaa Ma'al Arab No.9
02.00	MTA Lifestyle: Al Maida - Karachi Kitchen (R)
02.30	Sewing Lesson - Perahan No.2
03.00	Learning Languages With Hazoor Lesson No.101
04.00	Arabic Programme: Learning Arabic Lesson No.3
04.30	Tafseer-ul-Quran No.3
05.00	Natural Cure Lesson No.152, Rec.17.04.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner: Tarteel-ul-Quran 9
07.00	MTA Variety (1) Dilbar Mera Yehi Hai
08.00	Sindhi Friday Sermon, 28.01.94
09.00	Liqaa Ma'al Arab No.9 (R)
10.00	Bangla Programme Question & Answer Rec 24.07.94
11.00	Learning Languages With Hazoor Lesson No.101 (R)
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner: Tarteel-ul-Quran 9
13.00	From The Archives " Tarbiyat " Friday Sermon, 26.08.88
14.00	Natural Cure Rec. 18.04.96 No.153
15.00	Quiz Programme : Aisha Academy Nusrat Jehan
16.00	Liqaa Ma'al Arab No.10
17.00	Bosnian Programme: Interview of Abdul Basit Shahid
17.30	Introduction of a Book Fair
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner:Tarteel-ul-Quran (9)
19.00	German Programme: Status of Women in Islam
20.00	Learning Languages With Hazoor Lesson No.102 (New)
21.00	MTA Entertainment: Industrial Exhibition ,Rabwah Pakistan
22.00	Natural Cure Lesson 18.04.96 No 153
23.00	Learning Norwegian, No.3 (R)

Friday 19th April 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner: Let's Learn Salat 9
01.00	Liqaa Ma'al Arab No.10 (R)
02.00	MTA Entertainment: Industrial Exhibition, Rabwah
03.00	Learning Languages With Hazoor
04.00	Learning Norwegian No. 3
05.00	Natural Cure: Homeopathy Lesson No.153, by Hadhrat Khalifatul Masih IV- Rec on 18.04.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner: Let's Learn Salat 9
07.00	Quiz Programme: Aisha Academy Nusret Jehan
08.00	Pushto Programme: Friday Sermon 07.01.94
09.00	Liqaa Ma'al Arab No.10
10.00	Bangla Programme
11.00	Learning Languages With Hazoor
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner: Let's Learn Salat 9
13.30	Friday Sermon: Live with Hadhrat Khalifatul Masih IV.
15.00	Mulaqat: Hadhrat Khalifatul Masih, IV with Urdu Speaking Friends, Rec. 19.04.96
16.00	Liqaa Ma'al Arab Rec.16.04.96 (New)
17.00	Norwegian Programme
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner: Tarteel-ul-Quran No.10
19.00	German Programme: Islamich Press Schau Part 3
20.00	Learning Languages With Hazoor Lesson No. 103 (New)
21.00	Medical Matters: With Dr Mujeeb-ul-Haq Sahib
22.00	Friday Sermon: 19.04.96
23.00	Learning French,Lesson No. 7

Saturday 20th April 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner: Tarteel-ul-Quran 10
01.00	Liqaa Ma'al Arab 16.04.96
02.00	Mulaqat With Urdu Speaking FriendsRec. 19.04.96(R)
	Lesson No. 103 (R)
04.00	Learning French No.7
05.00	Friday Sermon 19.04.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner: Tarteel-ul-Quran 10
07.00	Medical Matters: Dr Mujeeb-ul-Haq Sahib .
08.00	Siraiki Friday Sermon 28.10.94
09.00	Liqaa Ma'al Arab 16.04.96
10.00	Bangla Programme
11.00	Learning Languages With Hazoor Lesson No. 103
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner: Tarteel-ul-Quran 10
13.00	From The Archives: Question Time With Hazoor on 31.03.96 in Birmingham.
14.00	Mulaqat With Children
15.00	Meet Our Friends: Interview of Miss Shirley Mahou by N.Mehdi Sahib
16.00	Liqaa Ma'al Arab Rec. 17.04.96
17.00	Arabic Programme: Discussion on Ahmadiyyat by a New Arabic Ahmadi
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner: Let's Learn Salat 10
19.00	German Programme: Question & Answer with Hazoor.
20.00	Learning Languages With Hazoor Lesson No. 104 (New)
21.00	Islamic Teachings; Rohani Khazain
21.30	Seminar Dawatee-illalah by Khuddam
22.00	Mulaqat With Children (R)
23.00	Chinese Programme: Learning Chinese Lesson No.6
23.30	Book Reading to Chinese Brothers..

Sunday 21st April 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner: Let's Learn Salat Lesson No. 10
01.00	Liqaa Ma'al Arab Rec. 17.04.96
02.00	Islamic Teachings : Rohani Khazain
02.30	Seminar - Dawat-illalah by Khuddam
03.00	Learning Langauges With Hazoor Lesson No. 104
04.00	Learning Chinese, Lesson No 6
05.00	Mulaqat With Children
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner: Let's Learn Salat Lesson No. 10
07.00	Meet Our Friends, Interview of Miss Shirley Mahou by N. Mehdi Sahib
08.00	Sindhi Friday Sermon 04.01.94
09.00	Liqaa Ma'al Arab Rec. 17.04.96
10.00	Bangla Programme
11.00	Learning Langauges With Hazoor Lesson No. 104
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner: Let's Learn Salat Lesson No. 10
13.00	From The Archives, Question Time With Hadhrat Khalifatul Masih IV on 31.03.96 - Birmingham
14.00	Mulaqat With English Speaking Friends Rec. 21.04.96
15.00	Around The Globe: Hamari Kaenat No.20
15.30	Liqaa Ma'al Arab Rec. 18.04.96
16.30	Albanain Programme: Question & Answer Session Rec. 01.06.95
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner: Tarteel-ul-Quran Lesson No.11
19.00	German Programme: Islamich Press Schau Part 4
20.00	Learning Languages With Hazoor Lesson No. 105
21.00	A Letter From London Rec.20.04.96
22.00	Mulaqat With English Speaking Friends Rec. 21.04.96
23.00	Around The Globe: Hamari Kaenat No.20

Monday 22nd April 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner - Tateel-Ul-Quran Lesson No. 11 (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab Rec. 18.04.96
02.00	Around The Globe: Ahmadiyyat in desert
03.00	Learning Langauges With Hazoor Lesson No. 105
04.00	Learning Norwegian Lesson No. 4
05.00	Mulaqat With English Speaking Friends Rec. 21.04.96 (R)
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner: Tarteel-ul-Quran Lesson No. 11(R)
07.00	A Letter From London
08.00	Siraiki Programme: Friday Sermon of the 11.11.94
09.00	Liqaa Ma'al Arab Rec. 18.04.96
10.00	Bangla Programme
11.00	Learning Langauges With Hazoor Lesson No. 105
12.00	Tilawat, Hadith, News.
12.30	Children's Corner: Tarteel-ul-Quran Lesson No 11 (R)
13.00	Indonesian Programme
14.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV, Rec. 22.04.96
15.00	M.T.A..Sports
16.00	Liqaa Ma'al Arab No.11
17.00	Norwegian Programme
18.30	Children's Corner: Let's Learn Salat Lesson No. 11
19.00	German Programme - Islamic Press Schau
20.00	Learning Langauges With Hazoor Lesson No.105 (New)
21.00	Islamic Teachings: Islami Akhlaq by Laiq Ahmad Tahir Sahib
21.30	History of Ahmadiyyat by B.A. Rafiq
22.00	Tarjumatul Quran Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV, Rec. 22.04.96
23.00	French Programme: Learning French.

Tuesday 23rd April 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner: Let's Learn Salat Lesson No. 11 (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab No.11
02.00	Islamic Teachings: Islami Akhlaq By Laiq Ahmad Tahir Sahib
02.30	History of Ahmadiyyat by B.A. Rafiq
03.00	Learning Langauges With Hazoor Lesson No. 106
04.00	French Programme: Learning French No.8
05.00	Tarjumatul Quran Class
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner: Let's Learn Salat Lesson No. 11 (R)
07.00	M.T.A Sports - Basketball from Pakistan
08.00	Pushto Programme. Friday Sermon Rec. 14.01.94
09.00	Liqaa Ma'al Arab No.11
10.00	Bangla Programme
11.00	Learning Langauges With Hazoor Lesson No. 106
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner: Let's Learn Salat Lesson No. 11 (R)
13.00	From The Archives
14.00	Tarjumatul Quran Class
15.00	Medical Matters; Health of Mother & Child.
15.30	First Aid
16.00	Liqaa Ma'al Arab No.12
17.00	Turkish Programme
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner: Tarteel -Ul- Quran Lesson No. 12
19.00	German Programme
20.00	Learning Langauges With Hazoor Lesson No 107 (New)
21.00	Around The Globe: Hamari Kaenat No.21
22.00	Tarjumatul Quran Class
23.00	Chinese Desk: Learning Chinese Lesson No 7
23.30	Book Reading With Love to Chinese Brothers.

Wednesday 24th April 1996

00.00	Tilawat, Hadith, News
00.30	Children's Corner: Tarteel - Ul- Quran Lesson No. 12 (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab No.12
02.00	Around The Globe: Hamari Kaenat No.21
03.00	Learning Langauges With Hazoor Lesson No. 107
04.00	Chinese Desk - Learing Chinese Lesson No. 7
04.30	Book Reading With Love to Chinese Brothers
05.00	Tarjumatul Quran Class
06.00	Tilawat, Hadith, News
06.30	Children's Corner: Tarteel -Ul- Quran Lesson No. 12(R)
07.00	Medical Matters: Health of Mother & Child.
07.30	Russian Programme: Question & Answer
08.30	First Aid with Dr Mujeeb -Ul- Haq Sb
09.00	Liqaa Ma'al Arab No 12
10.00	Bangla Programme
11.00	Learning Lagauges With Hazoor Lesson No. 107
12.00	Tilawat, Hadith, News
12.30	Children's Corner Tarteel -Ul- Quran Lesson No. 12 (R)
13.00	Indonesian Programme
14.00	Natural Cure, Homeopathy Class Lesson No.154
15.00	M.T.A. Variety - Dilbar Mera Hehi Hai, by Ch. Hadi Ali Sb.
15.30	Humari Tarikh by A Rehman
16.00	Liqaa Ma'al Arab No.13
17.00	French Programme
18.00	Tilawat, Hadith, News
18.30	Children's Corner, Let's Learn Salat Lesson No.12
19.00	German Programme: How I Became An Ahmadi Muslim
20.00	Learning Languages With Hazoor Lesson No 108, (New)
21.00	M.T.A. Lifestyle: Al Maidah - Cooking Lesson.
21.30	Sewing Lesson - Perahan
22.00	Natural Cure, Homeopahty Class, Lesson No.154
23.00	Arabic Programme: Learning Arabic
23.30	Tafseer -Ul- Quran Lesson No. 4

Al Fazl International Weekly, London
16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
☎ (0) 181 870 8517
Fax: (0) 181 870 1095
Vol. 3 Friday, April 12, 1996 No. 15

حاصل مطالعہ

(دوست محمد شاہد ۔ مؤرخ احمدیت)

مقالات یوسفی پر ایک نظر

(۳)

جناب مولوی محمد یوسف صاحب لدھیانوی کے مضامین کا ایک مجموعہ "مقالات یوسفی" کے زیر عنوان کراچی سے شائع ہوا ہے جس کے بعض اہم اور دلچسپ اقتباسات قارئین کی ضیافت طبع کے لئے سپرد قلم کئے جاتے ہیں:

کافر گر ملاؤں کی معذرت

لکھا ہے:

"ایک مرتبہ صدر ایوب کے مارشل لاء کے دور میں شہر بہاول نگر کے اندر فوجی جنرل آیا۔ اس نے تمام شہر کے علماء کو جمع کیا اور تقریر کی جس میں علماء کو ملامت کرنے لگا کہ تم لوگ آپس کے جھگڑوں میں پڑے ہوئے ہو، ایک دوسرے کی تکفیر کرنے کے علاوہ تمہارا کوئی کام نہیں، تم اپنے منصب میں کوتاہی کرتے ہو، لوگوں کو وعظ و نصیحت اور دین کی باتیں بتانے کی بجائے ایک دوسرے کی پگڑیاں اچھالتے ہو، آخرت میں کیا جواب دو گے؟ سدھر جاؤ ورنہ قانونی کارروائی سے مؤاخذہ کیا جائے گا۔ اس پر تمام علماء معذرت پیش کرنے لگے کہ آئندہ ایسا نہیں کریں گے"۔

(صفحہ ۳۸۳)

☆☆

شیطان ۔ معلم ملکوت

کتاب اللہ نے تو ابلیس کو کافرین میں سے بتلایا ہے (ص:۳۹) مگر مولوی محمد یوسف لدھیانوی کے "قطب الارشاد" اور "عارف باللہ" اکابر کے نزدیک شیطان عارف و عابد اور معلم الملکوت تھا۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"شیطان میں تین عین تھے مگر چوتھا عین نہیں تھا اس لئے مارا گیا، وہ عالم تھا اور اتنا بڑا عالم کہ معلم ملکوت کہلاتا تھا، عابد تھا اور ایسا عابد کہ آسمان کے چپے چپے پر سجدہ کیا تھا، وہ عارف تھا اور ایسا عارف کہ عین غضب الٰہی کے وقت بھی، جب کہ اسے راندہ درگاہ کیا جارہا تھا، دعا کرنے لگا "رب فانظرنی الیٰ یوم یبعثون" کیونکہ جانتا تھا کہ یہ حالت بھی قبولیت دعا سے مانع نہیں، لیکن ظالم میں عشق نہیں تھا۔ اگر اسے یہ چوتھا عین بھی حاصل ہو جاتا اور اسے اللہ تعالیٰ سے محبت ہوتی تو حکم الٰہی سے سرتابی نہ کرتا، جب حکم ہوا تھا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو بغیر چون و چراں کے فوراً سجدہ میں گر جاتا، کیونکہ محبت مصلحتیں اور علتیں تلاش نہیں کیا کرتی، محبت تو محبوب کے حکم پر مر مٹنے کا نام ہے۔ پس جب تک عشق و محبت نہ ہو نہ علم کا اعتبار ہے نہ عبادت کا، نہ معرفت کا"۔

(ص ۲۹۷)

ان عقل کے اندھوں کو الٹا نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

☆☆

منتخب اشعار

(از کلام حضرت ذوالفقار علی خان صاحب گوہرؓ)

ان مریضوں پہ قضا روئے نہ کیوں جن کے طبیب
جانتے ہیں نہ مرض کا نہ دواؤں کا مزاج

آپ کی پوچھے بلا آپ کے درباں کم ہیں!
پوچھنے کے لئے ہم ناصیہ ساؤں کا مزاج

نا سمجھ ہیں چارہ گر میرا کریں گے کیا علاج
درد دل ہے لا دوا میرا مرض ہے لا علاج
یاں تپ فرقت میں ہونٹوں پر ہے اب جان حزیں
وہ سمجھتے ہیں بہانہ، کہئے کیا اس کا علاج
اضطراب دل سے سینہ میں تلاطم ہے بپا
آپ کچھ تو کیجئے اچھا برا میرا علاج
دل جلا کر خاک کر ڈالو کہ چھٹکارا ملے
سوزش دل کا یہی گوہر ہے اب اچھا علاج

اضطراب شوق میں منہ سے نہ نکلی ایک بات
ان کی باتوں کے وگرنہ دل میں تھے صدہا جواب
شکوہ بے داد کر کے خود ہی میں نادم ہوا
ہنس کے اس شیریں ادا نے کچھ دیا ایسا جواب

تمہاری آنکھ سے آنکھیں لڑائے کس کی شامت ہے
قضا سمٹے ہوئے بیٹھی ہے اس ترکش کے تیروں میں

الجھا ہے حسینوں سے اس دل کا خدا حافظ
طوفان سے ٹکر لی ساحل کا خدا حافظ
ساقی تری آنکھوں کے پیمانوں میں مستی ہے
یہ سب کو الٹ دے گی محفل کا خدا حافظ

☆ بقیہ مختصرات

منکم"۔ کیا اس کا انطباق حضور کی ذات پر بھی ہو سکتا ہے؟

★ عدالتی کارروائیاں عموماً بہت لمبی ہوتی ہیں اور اس وجہ سے بعض دفعہ معصوم لوگوں کو بھی فیصلہ ہونے تک قید کی تکلیف برداشت کرنا پڑتی ہے۔ کیا اس کا کوئی حل ہے؟

★ قرآن کریم میں ہے "و رتل القرآن ترتیلاً" کیا اس کے تحت تجوید سے پڑھنا لازمی ہے؟

★ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ کبھی حافظ کا لفظ نہیں آیا۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حافظ قرآن تھے؟

★ قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے راتوں کو آرام کے لئے بنایا ہے۔ لیکن بعض اوقات راتوں کو کام کرنا مجبوری بن جاتی ہے۔ اس کے بارہ میں حضور کا کیا خیال ہے؟

★ حضرت علیؓ کا ایک قول ہے "عرفت ربی بفسخ العزائم"۔ اور قرآن میں ہے "فاذا عزمت فتوکل علی اللّٰہ" ان دونوں میں بظاہر جو تضاد نظر آتا ہے اس کا کیا حل ہے؟

★ خلائی تحقیقات پر بے انتہا اخراجات ہوتے ہیں جبکہ دنیا میں لاکھوں افراد بھوک اور غربت کا شکار ہیں۔ کیا ان کے اخراجات کا کوئی جواز بنتا ہے؟

★ سورہ نساء کی آیت "فان خفتم الا تقسطوا فی الیتٰمی ..... الآیۃ" کے ضمن میں چند سوالات اور ان پر حضور انور کا اصولی تبصرہ۔

★ حضور انور نے نسل انسانی کی تخلیق کے ضمن میں فرمایا ہے کہ ابتداء میں مذکر و مؤنث کی تمیز نہ تھی البتہ جس وجود سے تخلیق کا آغاز ہوا وہ وجود مؤنث تھا جیسا کہ آیا ہے کہ "خلقکم من نفس واحدۃ"۔ سوال یہ ہے کہ کیا "واحدۃ" کا لفظ نفس کی وجہ سے تانیث کے صیغہ میں آیا ہے یا وہ ابتدائی فرد واقعی صفاتی لحاظ سے مؤنث تھا؟

★ قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں ذکر آتا ہے کہ وہ جس بزرگ کے ساتھ سفر پر نکلے تھے انہوں نے ایک نوجوان کو اس خوف سے مار ڈالا کہ اس کے والدین نیک تھے اور بڑا ہو کر وہ اپنے والدین کی بدنامی کا موجب نہ بنے۔ سوال یہ ہے کہ کیا کسی کو اس خوف سے مار دینا درست ہے؟

★ آجکل ٹی وی پر MAD COW DISEASE کا بہت ذکر ہے۔ کیا ایسی بیماری کبھی پہلے بھی پھیلی تھی؟

★ اسلام میں جنگ کے دوران یا ویسے بھی جوابی کارروائی کا حق ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جنگ میں مسلمان شہیدوں کا مثلہ کیا گیا تو اس وقت آپؐ نے مسلمانوں کو مثلہ کرنے سے منع فرمایا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

★ سائنس بہت ترقی کر چکی ہے۔ کیا اس ترقی کے نتیجہ میں کسی شخص کا اولاد کے سلسلہ میں پیدائش سے پہلے ایک جنس کو CHOOSE کر کے دوسری کو ضائع کروانا درست ہے؟

★ قرآن مجید میں حضرت موسیٰؑ اور فرعون کا بار بار ذکر آتا ہے۔ کیا اس تکرار میں اس طرف اشارہ ہے کہ آئندہ زمانہ میں بھی فرعون صفت حاکم آئیں گے؟

★ ایک دوست نے یہ واقعہ بیان کیا کہ ایک خاتون کے سامنے سے ایک سانپ گزرا تو ان کی چیخ نکل گئی۔ کچھ عرصہ کے بعد ان کے والد صاحب نے انہیں خط لکھ کر پوچھا کہ میں نے تمہیں چیختے ہوئے سنا ہے کیا وجہ ہے؟ سوال یہ ہے کہ کیا ایسا ممکن ہے کہ ایک شخص بہت دور ہونے والے واقعہ کو اس طرح محسوس کر لے کہ گویا وہیں موجود تھا؟

نوٹ۔ تاریخی لحاظ سے یہ امر قابل ذکر ہے کہ ۲۹ مارچ کو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کی EUTELSAT پر نشریات کا آخری دن تھا۔ ۳۰ مارچ سے نئے عالمگیر نظام کے تحت INTELSAT پر ۲۴ گھنٹے کی تجرباتی نشریات شروع ہوئیں اور یکم اپریل ۱۹۹۶ء کو شام ۷ بجے سے نئے سیٹلائٹ پر باقاعدہ طور پر ۲۴ گھنٹے کی نشریات کا مبارک آغاز ہوگیا۔ یہ تاریخی دن جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک پرشکوہ سنگ میل کے طور پر ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ (ع ۔ م ۔ ر)

MTA 24 HOUR SERVICE

To be able to receive the signal from INTELSAT 603 the dish Antennas need to be re-aligned to the new position. Please note the following information in this respect:

SATELLITE	IS-603 n
POSITION	325.5° EAST
OR	34.5° WEST from SOUTH
TRANSPONDER	71
FREQUENCY	11010 MHz
AUDIO FREQ	6.50
POLARITY	VERTICAL

For the Elevation angle in your area please check with our London office. Please note that this announcement is only for our European viewers. Viewers in Asia, Middle East and Far East are not effected by this change. They will continue to receive our three hour service on their current satellite at 66deg. East until further notice.

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

AL-HALAL
Flames Grill
Eat In & Take Away
FREE DELIVERY
within 2-mile Radius
Deliveries until 11.00pm only
Minimum Order £7.00
KEBABS RICE DISHES SOUTHERN FRIED
TANDOORI BURGERS CURRIES
0181-870 9077
165 Merton Road, Southfirlds
London SW18

سیٹنگ و ڈیزائننگ۔ خلیفہ رواح الدین احمد